Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(الف)

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اوّل لغایت ہشتم — جلد نوزدہم

بابت سنہ ۱۳۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۲ء

شرح قیمت رسالہ

اس رسالہ کی قیمت عموماً ۱؎ سالانہ ہے۔ خاص قیمت (جو رؤسائے اسلام سے بیجاتی ہے) پچیس روپیہ بھیجی آدھی پالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں اُن سے پھر روپیہ جن کی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں اُن سے رعایتاً تین روپیہ چودس روپیہ آمدنی بھی نہیں رکھتے پر بضاعت علمی رکھتے ہیں اور رسالہ کی اشاعت اور خریدار رسالہ بہم پہنچانے میں کوشش کرتے ہیں اُنکو بلا قیمت دیا جاتا ہے۔ ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا وخط وکتابت حسب نشان فیل ہونا چاہیئے:-

ابوسعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

واجب العرض تین امر

(۱) اِس رسالہ کا اکثر حصہ جس میں مضمون سودو فمار لاٹری اور انجمن ہائے اسلامیہ داخل ہے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ کا چھپا ہوا مسلوخ میں پڑا رہا۔ باقی حصہ مضمون اور اُس کی کاپیاں کاتب رسالہ اور کارکنان مطبع کے پاس پھنسا رہا۔ خاکسار اور کام میں مصروف رہا جسکا ذکر اِس رسالہ میں ہوا ہے۔ اِس وجہ سے اُن حضرات کو تقاضا نہ کر سکا جس کے سوائے اجگل غالباً کوئی کام نہیں چل سکتا۔ اِس لئے اشاعت رسالہ میں غیر معمولی توقف ہو گیا۔ اس اثناء میں مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھین (خدا اُن کو غریق رحمت کرے) جو اس مضمون میں مخاطب کئے گئے تھے فوت ہو گئے۔ اور وہ انجمنیں بھی جن کی نسبت یہ مضمون تھا بیت و نابود ہو گئیں۔ + اُن اشخاص اور جماعتوں کے گذر جانے کے بعد اِس مضمون کی اشاعت کو کوئی "شست بعد از جنگ" یا "تریاق از عراق" کا مصداق۔ مجھے کیونکر جس مسایل کی اس مضمون میں تحقیق و تدقیق ہوئی ہے (جو اِس تفصیل سے کسی

فہرست مضامین

نمبر (۱) لغایت (۸)

(۱) وصیت ابی سعید محمد حسین

(۲) سودو قمار و لاٹری اور انجمن ہائے اسلامیہ۔

(۳) حکیم امام الدین امرتسری کی جوڑہ لاٹری پر نوٹ صفحہ (۶۰)

(۴) غیر مضمون جسمیں آقا عبدالقیوم صاحب ڈپٹی کمشنر امام ریاست حیدرآباد کی جوڑہ لاٹری پر بحث ہے صفحہ (۱۰)

(۵) لاٹری کے متعلق ایک افسوسناک خبر اور اخبار وکیل سو ایک سوال صفحہ (۷۳)

(۶) مضمون سودو قمار لاٹری کا اسلامی مجتہد نیاز صفحہ (۴۷)

(۷) محمد یوں و عیسائیوں وغیرہ کے مباحثات کے اصول و تعلقات صفحہ (۸۵)

(۸) مرزا کے دام تزویر کے پھانسنے اور مرزائیوں کو ساکت کرنیکی تدبیر صفحہ (۹۱)

(۹) یہ رسالہ اُن فتویوں غیر معمولی دیر لگنا صفحہ ۹۲۔

(۱۰) مرزا کو ہم نے کیوں چھوڑا اور فقہ فروہ جاری کرو ہے کی کیفیت صفحہ ۱۰۷

(۱۱) فتوی جواز امامت قادیانی از حضرت

کتاب میں یکجا دیکھی نہیں گئی -) وہ کسی شخص یا جماعت سے . یا کسی وقت وزمانہ سے خصوصیت نہیں رکھتی - بلکہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہر وقت کارآمد اور واجب العلم ہے - وہ اشخاص اور جماعتیں گذر گئی ہیں تو کیا ہوا - اِس زمانہ تاریکی علوم دینی - اور روشنی وترقی لامذہبی یورپ وبیدینی میں مسلمانوں کے لئے آئے دن - اور نئے سورج ایسے معاملات درپیش ہوتے اور ہونے والے ہیں - جو ان انجمنوں کو پیش آئے تھے - آجکل فروخت گھڑیوں کیلئے کسی یورپین عیار نے ایک قمار یا لاٹری کی صورت نکالی ہے - کہ تین روپیہ سردست خرچ کرو - اور تیس روپیہ کی گھڑی لو - اور باقی قیمت اور لوگوں سے وصول کرکے دو اور اُس میں سے اپنے دیئے ہوئے تین روپیہ رکھ لو - اور واپس لو - اِس صورت سے گھڑی تم کو مفت آئیگی - قیمت کی بلا دوسروں پر پڑیگی - وہ اپنی بلا دوسروں پر ڈالیں گے تو اُن کو گھڑی مفت میں پڑیگی - وہ لوگ اِس طمع میں پھنس کر سردست تین تین روپیہ خرچ کرکے گھڑی لے کر باقی روپیہ دوسروں کے ذمہ ڈالتے چلے جاتے ہیں جس کا آخری نتیجہ شائد یہ نکلے گا کہ جن لوگوں نے اخیر پر روپیہ دیا ہوگا ان کو کچھ نہ ملے گا - جس میں بعض اہل علم مبتلا ہوگئے ہیں - جیسے اُن انجمنوں کے پھندے میں پھنس گئے تھے - اس مضمون کو پڑھ کر مسلمان خصوصاً انگریزی مولوی (جو انگریزی پڑھانے والے سکولوں وکالجوں میں عربی لٹریچر کے مدرس ہیں - اور علوم حدیث وفقہ واصول میں مہارت نہیں رکھتے) بہت سی بلاؤں سے بچ جائینگے انشاء اللہ تعالےٰ - اور اگر بچ صریح پوچھو تو یہ مضمون اُن ہی انگریزی مولویوں کی آگاہی ورہنمائی کے لئے لکھا گیا ہے - جو ہنوز زندہ ہیں - لہٰذا یہ مضمون "مشت بعد جنگ" یا "تریاق ازعراق" کا مصداق نہیں ہے -

(۲) یہ رسالہ چونکہ مدت سے دیر کے بعد نکلتا ہے جس کا گذشتہ سالوں کے

(۱۲) مراسلت جمیں مولوی وحافظ مرزا کی نسبت سوال وجواب ہے صفحہ ۱۱۰ -

(۱۳) مرزا اور اُسکی جماعت کی درخواست ۲۷ ۲۰۷ جو اس کا جواب صفحہ ۱۱۳ -

(۱۴) دو ضروری نوٹ جنمیں مرزا کی دعوت کا حکم ہے اور بالمقابل دعوت کا جواب اور پیر صاحب کے جلسہ کی کیفیت ہے صفحہ ۱۲۰ -

(۱۵) اس چھپنیوالی کی پیر میں قیامت کی علامات اور اُس عصر میں حدیث نبوی کی توہین وبے پرواہی کی حالت (جس میں چکڑالوی پرچہ) سوالات اور اُنکا جواب اور جواب الجواب ہے صفحہ ۱۴۱

(۱۶) خلاصہ جواب الجواب جمیں چکڑالوی کے نئے طبیعات کا بیان ہے صفحہ ۱۹۱

(۱۷) چکڑالوی کی حق صفحہ ۲۰۱

(۱۸) رسالہ نظام وقوت بحری نظر جمیں ہر ت قرآن پر وقف ہے صفحہ ۲۰۱

(۱۹) گھڑیوں کی لاٹری کی نسبت سوال وجواب ص ۲۴۴ (۲۱)

متفق علیہ۔ (مشکوۃ ص۲۵۷) | حالت کے کہ اس کی وصیت لکھی ہوئی

اُس کے پاس ہو۔

اس وصیت نبوی کے مطابق یہ خاکسار ہمیشہ اپنی وصیت کو کاغذ [illegible]
لکھ رکھتا ہے۔ مگر اب خیال آیا ہے۔ کہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور منفرق کاغذ اور
بیاض اکثر متعلقین کی نظر سے نہیں گذرتے۔ لہذا مناسب سمجھا کہ میں اپنی وصیت کو اسے
رسالے میں مشتہر کروں۔ جو کس وناکس کے ملاحظہ سے گذرتا ہے۔ اور اُسکی تعمیل پر ہر ایک
مسلمان میرے وارثوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی وارث اس سے انحراف کرے
تو اس تعمیل کے واسطے گورنمنٹ کا حکم ایک قوی دموثر سبب موجود ہے۔

میرے انتقال کے بعد اگر جائداد منقولہ میرے ترکہ میں رہے۔ تو وہ بعد
ادائے دین (جو میرے ذمہ ہو۔ اور وہ میرے کاغذات وجیبروں میں موجود ہو
میرے قرضخواہوں کی دست آویزات بہ کھاتہ یا میرے دستخطی رقعات میں پایا جا
مطابق حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور وراثت تقسیم کیا جائے۔
اور جو جائداد غیر منقولہ اسوقت تک میرے قبض وتصرف میں ہے وہ بطور وراثت تقسیم
بلکہ وہ میری اولاد ومتعلقین پر بشکا نفقہ میرے ذمہ واجب ہے وقف ہو۔ اسمیں نہ کسی
وارث کو بیع کا اختیار ہو نہ رہن کا نہ ہبہ کا۔ بلکہ سکونتی مکانات میں صرف اُن کو سکونت
کا اختیار ہے۔ اور اراضی کی آمدنی سے بقدر گزارہ خرچ لینے کا (خرچ کی تفصیل وتشریح
میں ایک مفصل تحریر میں کرونگا۔ اور سرکار میں اس کی رجسٹری کرادونگا) اختیار دیتا
ہے۔ اور جو اُن کے اخراجات سے بچے وہ کسی مدرسہ اسلامیہ صرف تعلیم [illegible]
سکونتی مکان میری اپنی خداداد زر سے خریدے ہوئے تین ہیں۔ ایک
قدیم۔ دوسرا دیوان خانہ۔ تیسرا مکان منہدم جسکا صرف مابہ (خشت وچوب) [illegible]
وہ تینوں عیال کر سکونت کے واسطے وقف ہو

حضرات ان کو پورا کرنا اب مشکل نظر آتا ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ درمیانی سالوں کو جبکا رسالہ نہیں نکال سکا نکال کر اس جلد کو اس سال ۱۹۰۲ء کی بابت شمار کیا جائے۔

جن لوگوں کا سنہ ۱۸۹۶ء سے چندہ پیشگی وصول ہو چکا ہے اُنکا چندہ اس سال سے محسوب کیا جاوے اور جن لوگوں کے ذمہ چندہ سنہ ۱۸۹۵ء تک باقی چلا آتا ہے وہ وصول شدہ پرچوں کا (جو اخیر سنہ ۱۸۹۵ء تک اُن کو وصول ہو چکے ہیں) چندہ ادائے کر کے پھر ابتدائے سنہ ۱۹۰۲ء سے چندہ بحسب الادا سمجھیں۔ اور درمیانی سالوں (سنہ ۱۸۹۶ء لغائت اخیر سنہ ۱۹۰۱ء) کو نکال دیں۔ دونو فریق کو بذریعہ رقعات اُن کا حساب بتایا جائیگا۔ اور اگر دونو فریق بذریعہ رقعات اجازت دیں تو ایک ایک کا حساب نام بنام رسالہ میں چھاپ دیا جائے گا۔

(۳) جن معاونوں کا چندہ سال حال تک آتا رہا ہے اُن کا دلی شکریہ ہے۔ جو حضرات آخر سنہ ۱۸۹۵ء تک باقیدار ہیں وہ رحم و انصاف کو کام میں لاویں۔ اور نام بنام فہرست باقیات چھاپنے کی نوبت نہ آنے دیں۔

وصیّت ابی سعید محمد حسین

وَصّٰی اِلَّا لَہٗ وَوَصَّتَ رُسُلُہٗ فَلِذَا

خدا تعالیٰ نے وصیت کی اور اس کے رسولوں نے بھی کی

کَانَ التَّاسِیْ بِھِمْ مِنْ اَفْضَلِ الْعَمَلِ

اس امر میں اُن کی پیروی افضل اعمال سے ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی ہے کہ کسی مسلمان کا جس کے پاس وصیت کے لائق مال ہو۔ [illegible] کام

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] مسلم لہ شئ یوصی فیہ
[illegible] مکتوبۃ عندہ

میں والدہ حافظ عبدالشکور و ابو اسحٰق و عبدالباسط وغیرہم سکونت رکھے۔ حویلی قدیم میں والدہ عبدالسلام و عبدالرشید و محمد اطہر و احمد حسین و عبدالنور وغیرہم رہے۔ منہدم مکان کو میری زندگی ہی میں اسکا ملبہ خشت و چوب کو اپنے تصرف میں لاکر میری بیٹی امۃ السلام جو صاحب اولاد ہے اپنے خرچ سے تعمیر کرے۔ یہ مکان اُس کے اور اس کی اولاد کے لئے وقف رہے۔ میرے کسی وارث کا حق نہ ہوگا کہ وہ اس مکان سے اُس کو بے دخل کرے۔ یا سکونت میں اُن کی مزاحمت یا شرکت چاہے۔ ہاں وہ اپنی رضامندی سے جس کو چاہے ساتھ رکھے۔

۱ راضی جو خدا تعالےٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلوائی ہے۔ چار مربع ہے۔ ازانجملہ دو مربعوں کی کاشت زمین و انتظام کا اختیار حافظ عبدالشکور۔ اور اُس کے بھائیوں کے سپرد رہے۔ دو مربعوں کی کاشت وغیرہ انتظام کا اختیار عبدالرشید اور اُس کے بھائیوں کے سپرد رہے۔ اِس انتظام میں کوئی ایک فریق دوسرے فریق کی مزاحمت نہ کرے۔ ہاں بہ تراضی طرفین جو چاہے دوسرے کا شریک رہے۔

اس دخل و اختیار و استحقاق گزارہ کیلئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ میری نرینہ اولاد نماز روزہ وغیرہ احکام دین کی پابند اور دین کے خادم رہیں۔ اور علم دین کم سے کم قرآن حدیث پڑھیں پڑھائیں اور سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت اختیار نہ کریں جس میں پڑھنا پڑھانا اُن سے چھوٹ جائے۔ جو شخص اس شرط کا خلاف کریگا اُسکا کوئی استحقاق نہ ہوگا کہ وہ اسکے انتظام میں دخل دے یا اس سے گزارہ لے۔ میری اِس وصیت میں میرے کسی وارث کو کوئی شرعی یا قانونی عذر ہو تو وہ اسکو بذریعہ تحریر ظاہر کرے اس تحریر کو کسی اخبار میں چھپوا دے یا میرے پاس بھیجدے۔ تاکہ میں اس کو اس سال میں مشتہر کرکے اسکا جواب دوں۔ اور اگر کسی نے کوئی عذر نہ کیا اُسکے سکوت کو اسکی رضا سمجھا جائیگا اور بحکم حدیث نبوی اُس کی رضامندی سے اس وصیت کو جائز تصور کیا جائیگا۔ وہ حدیث یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجوز وصیۃ لوارث الا ان یشاء الورثۃ یعنے وصیت کسی وارث کیلئے جائز نہیں۔ ہاں اسصورت میں جائز ہے کہ باقی ورثہ اسکو مان لیں۔

(ابو سعید محمد حسین)

سے شواہد اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ احسان جس کے عوض میں محسن کو محسن الیہ سے اپنے احسان سے چند گونہ امید ہو جائز ہے۔ علامہ جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا دونوں آیتوں کی تفسیر میں یہ حدیث نقل کرتا ہے اور ہدیہ مذکور کے جواز پر اسکو شاہد پیش کرتا ہے۔ المستعزر مثاب بھبتہ مستعزر۔ عرب کی عرف میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے کے پاس ہدیہ لیجاوے۔ اور اُس سے صد گونہ کی امید رکھتا ہو۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جوان اونٹ ہدیہ کیا۔ آپ نے اسکے عوض میں چھ جوان اونٹ مرحمت فرمائے۔ اعرابی نے اس مرحمت کو قلیل سمجھا۔ اور غصہ ہوا حضرت نے عہد کیا کہ آج کے بعد میں قریشی۔ انصاری۔ ثقفی۔ دوسی۔ کے بغیر کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ ان اعرابیا اھدی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکرۃ فعوضہ منہا ست بکرات فسخط فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان فلانا اھدی الی ناقۃ فعوضتہ منہا ست بکرات فظل ساخطا ولقد ھممت ان لا اقبل ھدیتی الا من قریشی او انصاری او ثقفی او دوسی ایک دوسری حدیث کا یہ مضمون ہے جس کو کوئی شخص عطا کرے اگر معطی الہ کو کچھ ملجاوے تو وہ بھی معطی کو کچھ عوض دے ورنہ کفران نعمت

ساتواں نوٹ ایک حدیث ہدیہ شتر یا ہدیہ مستعزر آپکو نظر آئی باقی احادیث پر جو ہبہ بالعوض نقود میں فضل اور نسیہ دونو کو حرام کرنے میں نگاہ نہ پڑی ؎ حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء

آٹھواں نوٹ اولاً اسحدیث کی صحت محل بحث ہے ثانیاً اسحدیث کے مطلب کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں آپ اسحدیث کا محمل اور مطلب نہیں سمجھے ہدیہ بالعوض نقود کا اسمیں داخل نہیں کتب فقہ دیکھئے اور کتب حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے جنمیں ہبہ بالعوض نقود میں نسیہ اور فضل کو حرام کہا ہے۔

نواں نوٹ اسحدیث کو بھی آپ نہیں سمجھے چندیں مدت فتوے نویسی کرائی ہنوز زر و شتر را نشناختی۔

دسواں نوٹ اسحدیث کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ اسحدیث میں ہدیہ لینے والے کو ہدایت مکافات ہے ہدیہ دینے والے کو اجازت طلب عوض نہیں ہے۔ افسوس یہ فہم اور حرص فتوی نویسی۔ طرفہ یہ کہ اپنی غلط فہمی سے سلف پر

ہو گا یہ حدیث بھی ترمذی اور ابو داؤد میں ہے۔ اور اسکے الفاظ یہ ہیں۔ من اعطی عطاء فلیجز بہ ومن لم یجد فلیثن من اثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر الخ یہ حدیث تمہارے استجابوا یہ ایک دیگر ہدیہ کرنا سکھاتی ہے۔ آثار اور احادیث کے واقف پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ احسان عوض کی نیت پر سلف کرام کا معمول تھا۔ خود حضور علیہ السلام اعرابی کو اسکے احسان سے زیادہ احسان کرتے ہیں۔ اگر اسکا فعل حرام ہوتا تو آپ اسکی عملی تصدیق نہ کرتے۔ اور اعرابی کی نیت تو اسکی خفگی سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ زیادت در زیادت کا طالب تھا۔ مجھ پس معاہدہ کے حرام کہنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے۔ معاہدہ کو نفسہ اگر دیکھا جاوے تو اس پر کوئی حکم نہیں قائم ہوتا۔ اور جس کی نسبت معاہدہ ہے وہ چیز حلال ہے تو وہ معاہدہ بھی حلال ہے۔ اور اگر وہ چیز حرام ہے تو حرام کا معاہدہ بھی حرام واجب النقض ہوتا ہے۔ البتہ معاہدہ میں یہ وصف ہے کہ وہ ایک مباح یا مستحب چیز کو واجب بنا دیتا ہے۔ اور اسمیں کسی کو بحث نہیں ہے۔ سلخ فیہ میں جس چیز پر معاہدہ ہے وہ چیز کیا ہے مفہوم مصیبت زدہ کی دستگیری کون کہتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اسلام نے تو ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ۔ تعاونوا تناصروا۔ ہمدردی کو حرام کہہ دینا خدا جانے کس قاعدہ پر ہے۔ اگر وہ ہم ہو سکتا ہے تو صرف یہی کہ ہمدردی نیوالے

گیارہواں نوٹ + نظر کیوں نکر آوے نہ آپ خود فقیہ ہیں۔ اور نہ فقہاء کی تقلید اختیار کر کے انکی کتب کیطرف رجعت کرتے ہیں۔ ہر مخطار آدمی بیٹھ ہیں جتنا اقوال مرجح فقہاء کو چھوڑ کر بے سمجھ بوجھ سوچے احادیث سے جا پڑے ہر نظر کیا آوے۔ ایسے لوگوں کو اجتہاد سے منع کرنے میں فقہاء و اصولیین مصیب ہیں۔ ہاں ہی تو ہو کہ ایسے لوگوں کو تقلید فقہاء لازم ہے۔ اور اجتہاد منع۔

بارہواں نوٹ + ہمدردی کہاں ہے یہ تو خود فرضی دیدنیتی ہے حکمت آپ بھی خوب سمجھتے ہیں (رجنا بر نوٹ آئندہ میں کیا جائیگا) مگر بے سمجھی سے اسکی تصحیح کے درپے ہیں جو ہو بھی نہیں سکتی۔

تیرہواں نوٹ۔ + یہی فلسفہ و ہم پندار اور شیخ کی ٹاہڑیں ہیں ننگا یاوہ لالا ہو کہ آپکے خیال میں بھی یہاں ہمدردی نہیں خود فرضی ہے ہر جواب ہم کا انالہ آپ نے کیا ہو وہ کافی نہیں ہوا۔

کو دوسرے موقع پر اپنی یا اپنے وارث کی ہمدردی مقصود ہے۔ اور یہ معونت لوجہ اللہ نہیں ہے مگر اس بحث کو میں کافی طور پر لکھ چکا ہوں۔ کہ ہدیہ یا احسان فریدمال کی نیت پر بھی جائز ہے تو پھر اس معاہدہ بھی جائز ہے۔ ابن ماجہ کی یہ حدیث کہ اصنعوا لال جعفر طعاماً۔ کوئی آل جعفر سے اور ان مخاطبین سے مخصوص نہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ میت کے وارثوں کی دستگیری اچھا کام ہے۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ زید مرگیا ہے اور اس کے وارثوں کے لئے عمر نے اس حدیث کے موافق ایک روپیہ بھیج دیا۔ کیونکہ طعام پکانے سے انکی معونت مراد ہے۔ یا معونت ثابت ہے۔ اب عمرو کے مرنے پر اگر زید کے وارثوں نے بھی عمرو کے وارثوں کی دستگیری کی تو کیا انکے حق میں یہ حدیث منسوخ ہوگئی ہے۔ انہوں نے بھی تو اس حدیث پر عمل کیا۔ اب قباحت کیا ہے۔ اگر غور سے سوچا جاوے تو یہ انجمن ایک ہی قسم کے چند در چند معاہدات کا نام ہے۔ صرف دو شخصوں کا یہ معاہدہ کہ ہم میں سے جو پہلے مرے اسکے وارثوں کو ہم میں سے جو زندہ ہوگا۔ بنابر اس معاہدہ کے فلاں چیز سے امداد دیگا۔ ہزار یا دس ہزار آدمیوں کے فیمابین جب یہی معاہدہ قائم ہوگیا تو اس مجموعی ہیئت کا نام انجمن ہے۔ صرف زید عمرو کے درمیان اس معاہدہ کا قائم ہونا اگر جائز ثابت ہوگیا تو ہزاروں کروڑوں کے درمیان بھی جائز رہیگا کیونکہ اس جگہ یعنے ہزاروں کے درمیان کوئی محرم پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جس شخص نے ایک روپیہ زید کے وارثوں کو ہدیہ کیا تو اسکو زید کے وارثوں سے تو کوئی کثرت کی امید نہیں ہے۔ اگر اسکو کثرت کی امید ہے تو کثرت التعداد معاہدوں سے ہے۔ تو ایک معاہدہ میں نفع و نقصان کی امید مساوی ہے۔ کثرت نفع کثرت معاہدوں کا نتیجہ ہے۔ اور کثرت معاہدون کی اجازت کی علت سے حلال ہے۔ کتاب الروضتین نے اخبار الدولتین مطبوعہ مصر

چودھویں نوٹ: اس حدیث کو بھی مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں طعام آل جعفر کے عوض کچھ دیا جانا مشروط ہوتا تو

پھر تمسک بھی بحث سے صحیح ہوتا۔ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

پندرھویں نوٹ: حدیث منسوخ نہیں ہے۔ آپکو کچھ منسوخ ہونے کے لایق ہے

سولھویں نوٹ: اس مقام میں جو کچھ آپنے کہا ہے میں خود مطلقاً کام نہیں لیا۔ اسکی تفصیل اس فتوی کے جواب میں ہوگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ص ۱۳۷ میں ہے کہ وزیر جمال الدین محمد بن علی بن ابی منصور اصفہانی اور اسد الدین شیر کوہ جرنیل سلطان نور الدین کے فیمابین یہ معاہدہ# تھا کہ ہم میں سے جو پہلے مرے اسکو جو ہم میں سے زندہ ہوگا اپنی گرہ سے مال خرچ کرکے حرمین شریفین میں پہنچا کر دفن کریگا۔ اور اس معاہدہ کے مابعد جمال الدین مرگیا۔ پھر شیخ ابو القاسم کی معرفت اس معاہدہ کا ایفا ہوا۔ شیر کوہ سے اتنا مال لیا گیا کہ جمال الدین کی نعش حرمین شریفین کو پہنچائی گئی۔ اور اُس مال سے قرآن شریف کے پڑھنے والے صوفی مقرر کئے گئے۔ یہ معاہدہ ایک فاضل کی معرفت تکمیل کو پہنچا۔ اور قریباً اس معاہدہ کے ہم شکل++ ہے۔ کیونکہ اس میں بھی وارثوں کو دستگیری تھی۔ سہولت اور کثرت امداد صرف ہیئت اجتماعی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ معاہدہ بجنسہا صرف ایک ہی ہے جو بہت سے اشخاص کے فیمابین قرار پاکر انجمن کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ میری رائے میں یہ معاہدہ جائز معاہدہ ہے۔ اور تناصر مشروع ہے۔ اسکی ماہیت صرف یہی ہے کہ ممبرونکی جتنی تعداد ہوگی اسیقدر ہدیہ جات کے باہم معاہدات ہونگے۔ اور کسی معاہدہ میں بھی کسی معاہدہ کرنے والے کو اپنے دوسرے حلیف سے اپنے ہدیہ سے زیادتی کی امید نہیں ہے۔ اور اگر ہوتی تاہم جائز تھی۔ البتہ یہ کثرت کی امید بہت سی حلیفوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اور جب ایک سے بھی یہ امید جائز تھی تو بہتوں سے بطور اولے جائز ہے۔ کیونکہ دونوں طرفوں سے برابری موجود ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

ابو الفیض محمد حسن فیضی متوطن بہین علاقہ چکوال ضلع جہلم۔

سترہواں نوٹ# وزیر اور جرنیل میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اسمیں کوئی معاوضہ نہ تھا۔ افسوس آپ ایسی موٹی بات کو نہ سمجھے۔ فقہ وحدیث کی دقیق بات کیا سمجھیں گے۔ پھر مفتی بننے کی حرص؟ لاحول ولا قوۃ

اٹھارہواں نوٹ++ غلط و مغالطہ دہی ہے اسمیں کوئی مناسبت نہیں۔ وہاں محض احسان بلا بدل ہے۔ یہاں معاملہ بالعوض اور بدل کی شرط سے ہے اور جب یہاں احاد کا یہ معاہدہ بالعوض ناجائز ہے تو مجموعہ معاہدات (اگر انکو فرض کیا جاوے) کب جائز ہوگا۔

سابق الذکر تین انجمنوں کے علاوہ اسی قسم کی ایک انجمن خیر اندیش اہل اسلام ہندوستان لاہور ہے جس کا رسالہ شادی فنڈ ہمارے پاس لاہور سے پہنچا ہے۔ ہرچند اسکے متعلق استفتاء نہیں آیا۔ مگر چونکہ اسکا اور باقی تین انجمنوں کا اصل اصول ایک ہے۔ مقصود ایک ہے۔ مذہب ایک بعض ممبر وغیرہ کثیر مشترک۔ لہذا وہ انجمن اور اسکا رسالہ بزبان حال استفتا کر رہا ہے۔ اس قسم کے استفتاء اور بھی ہیں۔ مگر سب کا بالاستیعاب نقل کرنا مزید تطویل کا موجب ہے۔ یہ جسقدر تفصیل یا تطویل عمل میں آئی ہے۔ یہ بھی صرف اس امر کے جتانے کی غرض سے ہوئی ہے کہ انجمنوں کے متعلق شرعی فتوے شائع کرنے سے اشاعۃ السنہ کا مقصود خودنمائی یا کسی شخص سے معرکہ آرائی یا کسی شخص یا جماعت کو نقصان رسانی یا کسی شخص یا جماعت کی عیب بیانی ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے مقصود صرف ان انجمنوں کو اور دیگر مسلمانان طالبان حق کو صرف حکم شرعی بتانا اور اخوان دین مسلمین کو ایک گناہ سے بچانا جسپر تازہ باعث وہ استفتا ہوئے ہیں۔ ان استفتاؤں کا جواب تحریر کرنے سے پہلے چند مسائل شرعیہ فقیہ کا بطور تمہید بیان کرنا ضروری ہے۔ تاکہ جواب میں صرف ان مسائل کا حوالہ دینا کافی ہو۔ اور زیادہ بحث و تفصیل و دلائل کی ضرورت نہ پڑے۔

(پہلا مسئلہ)

حنفی مذہب اور دیگر مذاہب میں قرض کا نفع اٹھانا مثلاً سو روپیہ قرض دیکر ایک سو روپیہ پر ایک پیسہ لینا یا خواہ چیز قرض دیکر بھی چیز لینے کی شرط کرنا حرام ہے۔ اور یہ سود میں داخل ہے۔

در مختار میں ہے کہ اگر کوئی اس شرط ناقص و اہم قرض لے کہ اسکے بدلے ابھی چیز ادا کریگا تو یہ شرط باطل ہوگی۔ اگر کسی ناج قرض دے اس شرط سے کہ وہ اسکو دوسری جگہ لیجا کر ادا کرے تو یہ شرط بھی باطل ہے اور مدیون پر دیسی ہی چیز کا ادا کرنا واجب ہے۔ جیسے اُسنے لی تھی۔ ان باطل شرطوں

القرض لا یتعلق بالجائز من الشروط فالفاسد منہا لا یبطل ولکنہ یلغو شرط رد شیئ اخر فلو استقرض الدراھم مکسورۃ علی ان یودی صحیحا کان باطلا وکذا لو اقرضہ طعاما یشترط رد ہ

فی مکان آخر وکان علیہ مثل ما قبض فان قضاہ اجی د بلاشرط جاز وجبر المدیون علی قبول الاجود وقیل لا یجبر) وفی الخلاصۃ القرض بالشرط حرام والشرط لغو بان یقرض علی ان یکتب بہ الی بلد کذا لیوفیہ فی بلدہ وفی الاشباہ کل قرض جر نفعاً حرام مکروہ للمرتھن استفید فی المرھون باذن الراھن (درمختار ص ۴۵۳)

چیز کے بدلے اچھی دیدے، تو جائز ہے۔ قرضخواہ اس لینے سے انکار کرے تو وہ مجبور کیا جائیگا۔ خلاصہ میں ہے کہ شرط کے ساتھ قرض حرام ہے اور وہ شرط لغو ہوگی جیسے کوئی کسی کو قرضہ دی اس شرط سے کہ وہ دوسرے شہر اسکے ادا کرنے کے لئے ہنڈی (یا بنڈی) لکھدی تاکہ وہ اس ذریعہ سے اپنا قرض اس شہر میں ادا کرے (جس سے وہ اس شہر میں خود جانے سے یا منی آرڈر یا بنڈی کی فیس ادا کرنے سے بچ جائے)

اشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ جو قرض نفع دے وہ حرام ہے (یہانتک کہ) مرہون مکان میں مرتہن کو سکونت کرنا کو باذن مالک ہو جائز نہیں ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ ہنڈی کرانا جسکی یہ صورت ہے کہ کوئی شخص کسی مہاجن کو کچھ روپیہ بطور قرض دے اور اسکا ادا کرنا دوسرے شہر میں ٹھہرا لے تاکہ راستہ کے نقصان کا خطرہ جاتا رہے۔ تو یہ جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا قرض سے نفع اٹھانا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ

ویکرہ السفتجۃ وھی القرض یستفید بہ المقرض سقوط خطر الطریق وھذا نوع نفع استفید بہ وقد نھی المرسول علیہ السلام علی کل قرض جر نفعاً (ہدایہ ص ۱۱۴ جلد ۳)

علیہ وسلم نے ایسے قرض سے جو نفع لائے منع کیا ہے۔

مرہون سے مرتہن کے نفع اٹھانے میں جو آئمہ شافعی وغیرہ کا اختلاف ہے۔ یا جو ہنڈی (منی آرڈر) کے متعلق بحث وکلام ہے۔ اسکی تفصیل اشاعت سنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۱۲ میں ہو چکی ہے۔ اسمقام میں صرف یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ حنفی مذہب میں سود کا نفع خواہ کسی قسم کا ہو حرام ہے۔ اور مدخل سود جو عبارات مذکورہ سے حاصل ہوا۔

(دوسرا مسئلہ)

روپیہ کا مبادلہ روپیہ سے (یا غیر مضروب چاندی یا سونے سے) بیع صرف کہلاتی ہے جس میں دونو عوض کا دم نقد اور دست بدست دینا شرط ہوتا ہے اور اگر ایک طرف اودھار ہو مثلاً آج روپیہ دیں اور اُسکے بدلے دوسرا روپیہ یا چاندی یا سونا ایک ساعت کے بعد (چہ جائے سال دو سال کو) لیں تو شرعاً ربو کہلاتا ہے۔ اور اسکو ربا النسیئہ (یعنے اودھار کی وجہ سے سود) کہتے ہیں۔ اس سود کے حرام ہونے میں کسی مذہب کا اختلاف نہیں ہے۔ اس باب میں جو احادیث صحیحہ نبویہ وارد ہیں۔ اسکی تفصیل اور اودھار کے سود ہونے کی عقلی دلیل اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ کے نمبر ۵ میں صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۵ بیان ہو چکی ہے۔ اس مقام پر صرف ان حنفی بھائیوں کے جو اسوقت ہمارے مخاطب ہیں اطمینان کے لئے کتب حنفی فقہ کی عبارات نقل کیجاتی ہے۔

برہان شرح مراتب الرحمن میں ہے کہ صرف اس بیع کا نام ہے جسمیں داموں کا دامونسے مبادلہ ہو ایک چیز کا اپنی جنس سے (جیسے چاندی کا چاندی یا سونے کا سونے سے) یا غیر جنس سے جیسے سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے) اس میں دونوں عوض کا مبادلہ کرنے والوں کے جدا ہونے سے پہلے قبضہ میں آجانا شرط ہے اُس میں سبھی کا اتفاق ہے۔ اور اس کتاب کے باب الربوٰ میں لکھا ہے کہ جس مبادلہ کے عوضین میں دونو صفتین قدر و جنس کا ایک ہونا پایا جاتا ہے جیسے چاندی کی بیع چاندی سے وہاں بڑھوتری اور اودھار دونو حرام ہیں۔ اور

الصرف بیع الثمن ای الذهب والفضة بالثمن جنسا بجنس کذهب بذهب او فضة بفضة او جنسا بغیر جنس کذهب بفضة او فضة بذهب ویشترط فی الصرف سواء کان بالجنس او بغیره التقابض قبل الافتراق باجماع العلماء (برهان باب الصرف) وقال قبله فی باب الربو۔ فان وجد الوصفان ای القدر والجنس حرم الفضل والنساء و ان عدما حلا وان وجد احدهما ای احد الوصفین بان وجد القدر دون

الجنس كالحنطة بالشعير اوالجنس دون القدر كثوب بجنسه حرم النساء فقط اى دون الفضل فحرمتا ابو الفضل ما لم يتصيفن وحرمتا ابو الليث له باحد هما (درمختار)

جہاں دونوں صفتیں موجود ہوں مثلاً جیسے روپیہ کی بیع نقد سے) وہاں ربوٰ ہوتا ہے اور ادھار دونوں حلال ہیں۔ اور جہاں صرف ایک صفت موجود ہو جیسے گندم کی بیع گندم سے یا سونے کی بیع چاندی سے وہاں ادھار حرام ہے۔ ربوٰ ہوتا ہے حرام نہیں ہے۔ ایسا ہی ہدایہ اور فتح القدیر وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ (تیسیر المصطلح)

جو سبب یا ہدیہ یا صدقہ بالعوض ہو یعنے اس سبب یا ہدیہ یا صدقہ کے بدلہ لینا شرط لگایا گیا ہو۔ یا اسی ہدیہ کے مقابلہ میں اور اسکا اقرار کیا گیا ہو۔ یا ہدیہ یا صدقہ دیا گیا ہو وہ ہبہ اور ہدیہ اور صدقہ نہیں رہتا۔ بلکہ وہ بیع ہو جاتا ہے اسپر بیع کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے کہ کسی چیز کا کسی کو بلا عوض مالک بنا دینے کا نام ہے۔ بلا عوض کہنے سے بیع ہبہ سے جدا ہو گئی۔ کیونکہ وہ بھی کسی چیز کا مالک بنا دینا ہے۔ مگر بالعوض۔

الهبة هى تمليك العين بلا عوض فخرج البيع لانه تمليك عين بعوض (برهان)

درمختار میں ہے ہبہ صفت کسی چیز کا دوسرے کو مالک بنا دینا ہے۔ کیونکہ ہبہ میں عوض کا نہ ہونا شرط کیا گیا ہے۔ اور درمختار میں کہا ہے کہ صدقہ بھی ہبہ کی مانند ہے اسمیں اسمیں وصف مشترک تبرع احسان ہے۔ لہذا وہ صدقہ بھی غیر مقبوضہ اور قابل قسمت چیز کا صدقہ بلا قبضہ صحیح نہ ہوگا۔ اور اسمیں رجوع بھی جائز نہ ہوگا اگرچہ وہ صدقہ غنی پر ہو۔ کیونکہ صدقہ سے

هو تمليك العين مجانا اى بلا عوض لان عدم العوض شرط فيه (درمختار ص ۶۰۲) والصدقة كالهبة لجامع التبرع وهى لا تصح غير مقبوضة ولا فى مشاع قابل القسمة ولا رجوع فيهما ولو على غرماء المتصدق فيها الثواب لا العوض (درمختار ص ۶۰۸)

مقصود ثواب آخرت ہوتا ہے۔ نہ عوض دنیا۔

شیخ عبدالحق صاحب حنفی محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ

والصدقة ما يتقرب به الفقراء ويراد ثواب الآخرة ولا يكافى وفيه ذل للمعطى له والهدية يراد بها الاكرام ينفق على الاغنياء (لمعات)

میں کہا ہے کہ صدقہ فقیروں پر کیا جاتا ہے جس سے ثواب آخرت مقصود ہوتا ہے۔ نہ اس کا کوئی دنیاوی بدلہ۔ اس سے فقیر کی ذلت متصور ہے۔ اور ہدیہ سے دوسرے کا اعزاز مقصود ہوتا ہے اور وہ غنیوں پر کیا جاتا ہے۔

اس تصریحات فقہاء سے جو ہبہ و ہدیہ کی تعریفات میں منقول ہوئی ہیں ثابت ہوتا ہے کہ ہبہ ہدیہ اور صدقہ ایک ہی چیز ہیں جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بلا عوض دنیاوی ہو اور جس ہبہ یا ہدیہ یا صدقہ کا عوض دنیا میں لینا شرط ٹھہرایا جائے یا اسی کے عوض میں وہ وقوع میں آوے وہ ہبہ ہدیہ صدقہ نہیں بنتا بیع ہو جاتا ہے۔ و مہذا افقہاء نے اس مسئلہ کو جدا گانہ اور مستقل طور بھی بیان کیا ہے چنانچہ ہدایہ۔ اور برہان وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ہبہ بشرط عوض آخر بیع ہو جاتا ہے۔

درمختار میں اس مسئلہ میں دو قیدیں لگادی ہیں۔ اول یہ کہ ہبہ کا عوض متعین

واذا وقعت الهبة بشرط العوض المعين فهو هبة ابتدا وهذا اذا قال وهبتك على ان عوضنى كذا اما اذا قال وهبتك بكذا فهو بيع ابتدآ وانتهآء وقيد العوض بكونه معينا لانه لو كان مجهولا بطل اشتراطه (درمختار ص ۶۰۰)

ونقل فى المجتبى انه شرط فى العوض ان يكون مشروطا فى عقد الهبة واما اذا اعوضنى بعده فلا (درمختار ص ۶۰۰)

چیز ہو مجہول نہ ہو۔ دوسری یہ کہ وہ عوض پہلے مشروط ہو۔ بلا شرط کوئی ہبہ کا عوض دیدے تو اس سے ہبہ بیع نہیں ہو جاتا اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہبہ کے وقت یوں کہا جاوے کہ میں نے فلاں چیز فلاں چیز کے بدلے دیدی تو شروع ہی سے بیع ہو جاتی ہے۔

(چوتھا مسئلہ)

ہبہ یا ہدیہ یا صدقہ بالعوض اگر روپیہ یا چاندی یا سونا ہو تو

اسکے عوض کا دم نقد اور اسی مجلس ہدیہ یا صدقہ میں دیا جانا شرط ہے اور اگر آج کوئی بطور ہدیہ یا ہبہ یا صدقہ روپیہ کسی کو دے - اور اسکا عوض یا بدلہ ایک ساعت کے بعد دوسرے جلسہ میں لینا ٹھہرالے (چہ جائے کہ ایک سال یا کئی سال کے بعد لینا مقرر کرلے) تو یہ سود ہو جائیگا۔ اگرچہ ایک روپیہ کے بدلے ایک ہی روپیہ لے - **اس مسئلہ کی دلیل یہ ہے** کہ ہبہ بالعوض بیع کا حکم رکھتا ہے (چنانچہ مسئلہ سوم میں ثابت ہوا) اور روپیہ کی بیع روپیہ سے ہو تو اسمیں اودھار سے سود لازم آتا ہے - (چنانچہ مسئلہ دوم میں بیان ہوا -)

حنفی مذہب میں روپیہ کے عوض میں روپیہ دینے میں تاخیر کو ناجائز کہنے میں یہاں تک تشدد و مبالغہ کیا جاتا ہے کہ اسمیں قرض کی (جو بنظر ابتدائی حالت صرف عاریت ہوتا ہے - اور تبرع و احسان کہلاتا ہے - اور اسکا بیع ہونا صرف آخری حالت کی نظر سے ہوتا ہے - جب وہ قرض ادا کیا جاتا ہے) ادا کرنے میں تاخیر کرنی اور مطالبہ قرضخواہ کے وقت کوئی میعاد مقرر کرنیکو جائز نہیں رکھا جاتا - اس مسئلہ کی تفصیل ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۲ میں کر چکے ہیں - اس مقام میں صرف حنفی مذہب کا مسئلہ اور ان کی دلیل ہدایہ اور برہان شرح مواہب الرحمن نقل کیجاتی ہے جسمیں یہ تصریح ہے کہ دراہم کے مبادلہ میں اودھار حرام ہے - جو اصل رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۲ میں ہے

برہان میں کہا ہے کہ ہر ایک دَین کو جو نقد واجب الاداء ہو میعادی کر دینا درست ہے - بجز قرض کے کہ اسمیں میعاد صحیح نہیں یعنی اسمیں میعاد مقرر ہو تو بھی قرضخواہ جب چاہے اپنے قرض کو وصول کر سکتا ہے - ہمارے (حنفیہ کی) دلیل عدم صحت میعاد قرض پر یہ ہے کہ قرض ابتدائی حالت کی نظر سے تو ایک احسان اور ایک چیز کا عاریۃً دینا ہے - اور آخری حالت ادائی کی نظر سے وہ ایک معاوضہ ہے - پس اگر اسکو

وصح تاجيل كل دين الا القرض حتى لو اجله لا يثبت وله المطالبة في الحال ولنا ان القرض اعارة وتبرع ابتداءً ومعاوضة انتهاءً فعلى اعتبار الابتداء لا يلزم التاجيل فيه كالاعارة فله ان يستردها من ساعته اذ لا جبر في التبرع وعلى اعتبار الانتهاء لا يصح التاجيل فيه لانه مبادلة الدراهم بمثلها

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

سود۔ قمار۔ لاٹری وغیرہ

اور

انجمن ہائے اسلامیہ

مضمون سود۔ قمار۔ لاٹری وغیرہ رسالہ نمبر ۱۰ جلد ۱۲ میں بہ ۱۸۸۹ء شروع ہوا تھا اسی سال سے طاعون عقاید میرزائی شروع ہو گیا۔ تو مسلمانوں کا روحانی حکیم اور دینی خادم اشاعۃ السنہ اور سب کاروبار چھوڑ کر اسی طاعون کے معالجہ و مدافعت میں لگ گیا۔ اور جلد ۱۸ رسالہ تک (جو ۱۸۹۸ء میں ختم ہوئی ہے) اسی مرض مہلک کے اثر سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہا۔ اس سال خدا تعالیٰ نے اس مرض کے تعدیہ عام کو روک لیا ہے۔ اور اس مرض کے متعفن مادہ الہامات منتنہ منذرہ قادیانی کو زور حکومت سے بند کرا دیا ہے چنانچہ مضمون شکست قادیانی میں بضمن نمبر ۹ جلد ۱۸ بیان ہوا ہے۔ تو اب پھر وہ وقت آگیا ہے کہ وہ پچھلے ناتمام مضامین کو پورا کرے۔ اور پھر تفسیر القرآن (جس کا اشتہار نمبر ۴ و ۵ میں دیا گیا ہے) شروع ہو۔ لہذا سب سے پہلے اس مضمون کو شروع کیا جاتا ہے جس پر ایک باعث یہ بھی ہوا ہے کہ پنجاب کے بعض اسلامی انجمنوں نے مسلمانوں کی شادی و وفات کے متعلق ایسے فنڈ (مدات) کھول دیئے ہیں جو سود۔ و

[illegible] حرام [illegible] مسئلہ [illegible] جلد [illegible]

ابتدائی حالت کی نظر سے دیکھا جائے تو اسمیں میعاد کا واجب اللحاظ ہونا ضروری نہیں

[illegible] عاریت [illegible] یہ امر لازمی نہیں۔ جو شخص اپنی چیز کسی کو عاریت دے وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ کیونکہ احسان میں جبر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اسکو آخری حالت کی نظر سے دیکھا جائے تو اسمیں میعاد جائز ہی نہیں۔ کیونکہ اسحالت میں [illegible] روپیہ سے [illegible] جسمیں ایک جانب سے اودھار کرنے سے ربا لازم آتا ہے جو حرام ہے۔

(پانچواں مسئلہ)

زمانہ جاہلیت میں قمار کی کئی صورتیں مروج تھیں۔ جنکو خدا تعالے اور اسکے رسول نے منع کیا۔ اور علماء اسلام نے انکی ممانعت پر اتفاق کیا ہے۔ از انجملہ ایک صورت معمولہ مشرکین جاہلیت وہ تھی جسکو تفسیر کشاف۔ کبیر۔ معالم وغیرہ میں بیان کیا ہے

قال صاحب الکشاف کانت لهم عشرة اقداح وهی الازلام والاقلام الفذ والتوام والرقیب والحلس والمسبل والمعلی والنافس والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها عشرة اجزاء وقیل ثمانیة وعشرین جزأ الا ثلثة وهی المنیح والسفیح والوغد فللفذ سهم وللتوام سهمان وللرقیب ثلثة وللحلس اربعة وللنافس خمسة وللمسبل ستة وللمعلی سبعة یجعلونها فی الربابة وهی الخریطة و یضعونها علی ید عدل ثم یجلجلها و یدخل یده فیخرج باسم رجل رجل

کہ مشرکین عرب چند آدمی ملکر ایک اونٹ اودھار خریدتے۔ اور اسکے گوشت کے دس حصے کرتے پھر دس تیروں یا قلموں یا پانسوں سے انکو بانٹتے انمیں کسی تیر یا قلم یا پانسی کا ایک حصہ مقرر کرتے کسی کے دو کسی کے تین کسی کے چار کسی کے پانچ کسی کے چھ کسی کے سات پھر وہ تیر یا پانسی ایک تھیلی میں ڈالکر ایک اور آدمی کے ہاتھ میں دیتے وہ انکو ہلا کر ملا دیتا۔ پھر ایک ایک کے نام سے ایک ایک تیر یا پانسہ نکالتا پھر جسکے نام کا جو تیر یا پانسہ نکلتا وہ اسکا مقرری حصہ لے لیتا تین تیر یا پانسے انمیں سے حصہ سے خالی ہوتے جسکے نام کوئی تیر یا پانسہ خالی نکلتا اس کو

قدحاً منها فمن خرج له قدحاً من ذات الانصباء اخذ النصيب الموسوم بذلك القدح ومن خرج له قدح لا نصيب له لا يأخذ شيئاً وغرم ثمن الجزور كله + (تفسیر کبیر ص۳۳۱ جلد ۲ - ومثله فی المعالم ص۹۳)

وهو اصل القمار الذی کان تفعله العرب و المراد فی الآیة انواع القمار کلها قال طاؤس وعطاء ومجاهد کل شیء فیه قمار فهو المیسر حتی لعب الصبیان بالجوز والکعاب روی عن علی فی النرد و الشطرنج انهما من المیسر (معالم ص۹۵)

المسئلة الرابعة اختلفوا فی ان المیسر هل هو اسم لذلك القمار المعین او هو اسم لجمیع انواع القمار وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم ایاکم وهاتین الکعبتین فانهما من میسر العجم وعن ابن سیرین ومجاهد کل شیء فیه خطر فهو من المیسر حتی لعب الصبیان بالجوز واما الشطرنج فروی عن علی انه قال النرد والشطرنج من المیسر وقال الشافعی الخ (تفسیر کبیر ص۳۳۱ جلد ۲)

کوئی حصہ نہ ملتا۔ اور اونٹ کی ساری قیمت اسکو دینی پڑتی۔

تفسیر معالم وغیرہ میں لکھا ہے کہ اصل قمار کی صورت یہی ہے جو عرب میں مروج تھی اور اس آیت میں سبھی صورتیں قمار کی مراد ہیں۔ طاؤس وعطاء ومجاہد تابعین امام کہتے ہیں جس چیز میں جُوا یعنی (ہار جیت) ہو وہ قمار ہے۔ یہانتک کہ جو بچے اخروٹ اور نردوں سے شرط لگا کر کھیلتے ہیں وہ بھی قمار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے شطرنج بھی قمار ہے۔ (یعنے شرط لگا کر کھیلنا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے) جیسا کہ تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے۔

از انجملہ ایک صورت یہ تھی کہ جاہلیت کے لوگ زندہ حیوان کے گوشت کو اٹکل سے اندازہ کرتے کہ یہ دس سیر یا بیس سیر ہوگا۔ اور اسکے عوض میں کٹا ہوا گوشت دیدیتے۔ یہ سمجھکر کہ اس زندہ حیوان کا گوشت کاٹنے کے بعد بڑھ گیا تو ہمارا رہا۔ گھٹ گیا تو ہمارا گیا۔

از انجملہ ایک صورت یہ تھی کہ اسیطرح اور اسی شرط سے درخت کے پھل کا اندازہ کرتے اور اسکے عوض میں کٹا ہوا پھل دیدیتے اور کہتے کہ گھٹ گیا تو ہمارا گیا۔ بڑھ کر نکلا تو ہمارا نکلا۔ آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صورت کی بیع سے منع کر دیا۔ اور اکابر ائمہ نے اس نظر سے کہ اس مبادلہ میں معاملہ کرنے والا ہار جیت میں متردد رہتا ہے اور اسکو ایک جانب نفع یا نقصان کا علم نہیں ہوتا۔ ایسے معاملات کو قمار قرار دیا ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں سعید بن المسیب تابعی امام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گوشت کے ساتھ حیوان کی بیع کرنے سے منع کیا ہے۔ اور سعید بن المسیب نے کہا ہے کہ ایک بکری یا دو بکریوں سے گوشت کا بیچنا زمانہ جاہلیت کا قمار تھا۔ امام مالک نے آنحضرت سے روایت کیا ہے کہ آپ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ اس مزابنہ کی تفسیر یہ ہے کہ ایک چیز کی جسکا وزن ماپ عدد معلوم نہ ہو کسی معین وزن یا ماپ یا عدد سے بیع کریں۔ مشتری کہدے کہ اسمیں جو گھٹا وہ میرا گیا۔ اور جو بڑھا میرا ہوا۔ میں اس شرط سے ذمہ دار ہوں۔ کہ کمی بیشی میری رہی۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہ بیع نہ ہوئی جوا ہوا۔

ایسا ہی نیل الاوطار اور فتح الباری میں مزابنہ کو قمار میں داخل کیا ہے۔ اور دُرِ مختار میں لکھا ہے۔ مزابنہ یعنے درخت پر کھجوروں کی بیع توڑی ہوئی خرما سے انکے ماپ سے اور انکے اندازہ سے۔ ایسے ہی درخت

مالک عن زید بن اسلم عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی علی بیع الحیوان باللحم

مالک عن داؤد بن الحصین انہ سمع سعید بن المسیب یقول من میسرۃ اھل الجاھلیۃ بیع اللحم بالشاۃ والشاتین (موطا مالک ص ۴۷۱)

مالک نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المزابنۃ وتفسیر المزابنۃ ان کل شی من الجزاف الذی لا یعلم کیلہ ولا وزنہ ولا عددہ ابتیع بشیٔ مسمی من الکیل او الوزن او العدد الی ان فصلہ ومثل قال فیقول فما نقص من ذلک فعلی غرمہ وما زاد فھو لی اضمن بالنقص لک من ذلک علی ان یکون لی ما زاد فلیس ذلک بیعا ولا کنہ المخاطرۃ والغرر والقمار یدخل ھذا۔ (موطا مالک ص ۳۵۷)

والمزابنۃ وھی بیع الرطب علی النخل بتمر

مقطوع مثل کیلۃ تقدیراً ومثلہ العنب بالزبیب وللملامسۃ للسلعۃ والمنابذۃ و وھی نبذھا للمشتری او القاء الحجر علیھا من بیوع الجاھلیۃ منھی عنھا کلھا (عینی) لوجود القمار (درمختار ص۴۳۶)

پر انگوروں کی بیع خشک منقی سے اور بیع ملامسہ (جو صرف مشتری کے ہاتھ لگا دینے سے بیع ہو جائے) اور بیع منابذہ (جو کسی چیز کو مشتری کی طرف پھینک دینے سے یا اس پر کوئی چیز ڈال دینے سے بیع قرار پاوے) یہ سب فاسد بیوع ہیں جو زمانہ جاہلیت میں ہوتیں اُنسے ممانعت ہو چکی ہے کیونکہ انمیں قمار پایا جاتا ہے۔

ازانجملہ ایک صورت قمار یہ تھی (جو آجکل بھی انگریزی دور میں یہی مروج ہے) کہ لوگ گھوڑ دوڑ میں دونو طرف سے شرطین مقرر کر کے گھوڑے دوڑا ... جو بڑھ جاتا وہ شرط کا مال لیجاتا بعض وقت تیر اسوار ایسا نکلتا جو دونو سے بڑھ جاتا۔ اور وہ دونو کا مال شرطی لیجاتا۔ آنحضرت نے اسکو بھی قمار قرار دیا ہے۔ اور تیسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ اگر اسکو اپنے بڑھ جانیکا اور اسوبہ سے مال لے لینے کا یقین ہو تو اسکا فعل بھی داخل قمار ہے۔

شرح السنہ میں روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص دو گھوڑوں میں اپنا گھوڑا داخل

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادخل فرسًا بین فرسین فان کان یومن ان یسبق فلا خیر فیہ وان کان لا یومن ان یسبق فلا باس بہ رواہ فی شرح السنہ وفی روایۃ ابی داؤد قال من ادخل فرسًا بین فرسین یعنی وھو لا یؤمن من ان یسبق فلیس بقمار ومن ادخل فرسًا بین فرسین وقد امن ان یسبق فھو قمار (مشکوۃ ص۲۳۹)

وشامل کرے وہ دوسرے گھوڑوں کے بڑھ جانے سے امن میں ہو (یعنے وہ یہ سمجھتا ہو کہ اسی کا گھوڑا بڑھ جائیگا اور وہی شرط لیگا) تو اسمیں خیر نہیں (یعنے یہ قمار ہے۔ چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں لفظ قمار صریح آگیا ہے) اور اگر وہ اس سے بے امن ہو یعنے اسکو خوف ہو کہ دوسرے گھوڑے بڑھ جائینگے تو پھر اس کے شامل ہونیکا کوئی ڈر نہیں یعنے پھر وہ قمار نہیں چنانچہ دوسری روایت میں صریح یہ لفظ وارد ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور مجمع البحار میں اسی حدیث کے یہی معنے کئے ہیں۔ اور سید جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب شارح مشکوٰۃ نے اور معنے کئے ہیں کہ صاحب مجمع البحار اور سید جمال الدین صاحب وغیرہ علماء نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔ کہ

فان کان المال من جهة واحد فجائز ولا یجوز ان کان من کل منهما الا بمحلل بان سبق المحلل احد المتناضلین وان سبق فلا شئ علیه ویسمی المحلل یجیز من القمار لانه کونه الرجل متردد ا بان یغنم او یغرم فاذا خلص وذا بتنفی بالمحلل (مجمع البحار ص ۹۱ جلد ۲)

تیسرے شخص کے کہنے سے بصورت جیسے رہیا کے کچھ دینا مقرر نہیں ہوتا اس لئے اسکے شامل ہو جانے سے گھوڑ دوڑ قمار ہونے سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ قمار کی تعریف اور حقیقت یہ ہے۔ کہ آدمی اس تردد اور شک میں ہو کہ وہ کچھ لیتا ہے یا اسکو کچھ دینا پڑتا ہے۔ تیسرے شخص کو جو محلل کہلاتا ہے کچھ دینا نہیں پڑتا۔ تو اسکی وجہ سے یہ گھوڑ دوڑ قمار ہونے سے نکل جاتی ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور شوکانی نے

انه تواطی جواز المسابقة بغیر عوض و بعوض یشترط ان یکون العوض من غیر المتسابقین وبه قال الامام واغیره من الائمة واذا اخرج کل منهما ما لا علی ان سبقه اخذ ما له لیجوز لان کلا منهما متردد بین ان یغنم او یغرم وهو صورة القمار الا ان یکون بینهما محلل فیجوز (قسطلانی ص ۹۱ جلد ۵)

وان کان الجعل من المتسابقین جاز وکذا اذا کان بینهما ثالث محلل بشرط ان لا

نیل الاوطار میں اور زرقانی نے مؤطا کی شرح میں کہا ہے دونوطرف سے گھوڑ دوڑ میں شرط ہو تو وہ ناجائز اور قمار ہے۔ اور اگر شرط ایک طرف سے ہو اور بصورت دونوطرفہ شرط ہو لیکن ساتھ تیسرا شخص محلل ایسا ہو جسکی طرف سے بصورت پیچھے رہجانے کے مال دینا شرط نہ ہو تو قمار نہیں ہے۔ کیونکہ قمار وہی ہے جسمیں آدمی کو ناجیت اور کچھ لینے یا دینے دونوں میں تردد ہو۔ ایک صورت لینے یا جیت کا علم و یقین نہ ہو۔

لا یخرج من عندہ شیئا لیخرج العقد من صورۃ القمار ھو ان یخرج کل منھما سبقا فمن غلب اخذ السبقین فان ھذا مما وقع الاتفاق علی منعہ وقد حکی فی البحر عن ابی حنیفۃ رح ان عقد المسابقۃ علی مال باطل (نیل الاوطار ص۲۹۶ جلد ۷)

یشترط ان یکون العوض من غیر المتسابقین او یکون بینھما ویکون معھما محلل وھو ثالث علی فرس مکافئ لفرسیھما ولا یخرج المحلل من عندہ شیئا لیخرج العقد عن صورۃ القمار (شرح مسلم ص۱۳۳ جلد ۲)

یشترط ان لا یخرج المحلل من عندہ شیئا لیخرج العقد من صورۃ القمار وھو ان یخرج سبقا فمن غلب اخذہ وھذا ممنوع اتفاقا (زرقانی ص۳۲۶ جلد ۲)

دخل الجعل ان شرط المال فی المسابقۃ من جانب واحد وحرم لو شرط فیھا من الجانبین لانہ یصیر قمارا الا اذا ادخلا ثالثا محللا بینھما لفرس کفئ لفرسیھما بتوھم ان یسبقھما والا لم یخرج ثم ان سبقھما اخذ منھما وان سبقاہ لم یعطھما وفیما بینھما ایھما سبق اخذ من صاحبہ (درمختار ص۷۰۴)

نیل الاوطار اور فتح الباری۔ اور زرقانی میں لکھا ہے کہ دونو طرف سے شرط ہونی صورت میں گھوڑ دوڑ کے ممنوع ہونے پر اتفاق ہے۔ نیل الاوطار میں امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ مال کی شرط سے گھوڑ دوڑ باطل ہے ۔

اور درمختار میں ہے کہ انعام گھوڑ دوڑ اسی صورت میں حلال ہے۔ کہ ایک طرف سے ہو۔ اور اگر دونو طرف سے ہو تو وہ حرام ہے کیونکہ اس صورت میں قمار ہو جائے گا ہاں اگر وہ دونوں تیسرے سوار کو بھی شامل کرلیں جو اپنے گھوڑے سے دونو کی برابری یا مقابلہ کرے۔ اس وہم و گمان سے کہ وہی بڑھے گا تو اس صورت میں ان دونو کی طرف سے انعام مقرر ہونا حلال ہے وہ بڑھ گیا تو ان دونو سے انعام لے لیگا۔ اور اگر وہ دونو بڑھ گئے اور وہ پہلا پیچھے رہ گیا تو وہ اُن کو کچھ نہ دیگا۔ پھر ان دونو سے آگے بڑھ جانیوالا دوسرے سے مال لیگا ۔

ان احادیث نبویہ اور اقوال فقہیہ میں صاف بیان ہوا ہے کہ گھوڑ دوڑ جس میں دونو

جانب سے شرط ہو قمار ہے۔ اور قمار کی تعریف وحد وحقیقت یہ ہے کہ اسکا عمل کرنے والا۔ ہار جیت اور مال لینے یا بھر دینے میں تردد اور شک میں ہو۔ اسکو معلوم نہ ہو کہ میں کچھ لیتا ہوں۔ یا ہاتھ سے دے بیٹھتا ہوں۔ اور یہی شک و تردد تینوں صورتوں میں قمار کے پایا جاتا ہے اس سے یہ عام اصول قایم ہوتا ہے کہ جس معاملہ میں معاملہ کرنے والے کو بوقت معاملہ کچھ خبر نہ ہو کہ وہ ہارتا ہے یا جیتتا ہے۔ اُس کو کچھ ہاتھ آتا ہے یا کچھ دینا پڑتا ہے۔ وہ معاملہ قمار میں داخل ہے۔

اس اصول سے ان سب لاٹریوں کا حکم شرعی یہی معلوم ہوتا ہے جنکا آجکل رواج عام ہے رسم لاٹری انگریزوں سے نکلی ہے۔ اور بعض ناواقف مسلمانوں نے بھی اختیار کرلی ہے جس کی مختلف صورتیں دیکھی اور سنی جاتی ہیں۔ کبھی کوئی شخص ایک چیز کی قیمت سو پچاس روپیہ مقرر کرکے اتنے ہی آدمیوں سے ایک ایک روپیہ وصول کرکے جمع کرلیتا ہے۔ پھر اُن سب کے نام کی چٹھیاں لکھ کر ایک صندوق میں ڈال دیتا ہے پھر اُن کو ملا جلا کر اور کے ہاتھ سے ایک چٹھی نکال لیتا ہے جسکے نام کی وہ چٹھی ہو۔ اسکو وہ چیز دیدیتا ہے اور باقی سب اپنا ایک ایک روپیہ کھو کر محروم رہتے ہیں۔ روپیہ دینے کے وقت وہ سبھی اس شک و تردد میں ہوتے ہیں کہ دیکھئے ہم ہارتے ہیں یا جیتتے ہیں۔ ہمارے نام کی چٹھی نکل آئی تو پچاس روپیہ ہاتھ آئے ورنہ ایک روپیہ بھی گیا اور کبھی† لاٹری والے بھی ایسا کرتے ہیں کہ بغیر بیع کسی چیز کے ایک یا دو یا پانچ یا دس روپیہ کی چٹھی یا حصہ مقرر کرکے فی کس سے اس چٹھی یا حصہ کا روپیہ وصول کرکے صدہا بلکہ ہزارہا جمع کرتے ہیں۔ اس شرط سے کہ ان سب کے نام اور چٹھیاں ایک صندوق میں ڈال دینگے پھر جس کا نام سب سے پہلے نکلا اسکو منجملہ جمع شدہ رقم تیس ہزار روپیہ دینگے جسکا نام دوسرے نمبر پر نکلا اسکو تیس ہزار جس کا نام تیسرے نمبر نکلا اسکو دس ہزار وعلے ہذا القیاس چند نمبروں تک کے نام نکال کر اسکو مقرری رقم دینگے۔ اسکے بعد جسکا نام نکلا وہ محروم رہیگا۔ اور باقی کل روپیہ ان لوگوں کا جنہوں نے اس لاٹری کی تجویز نکالی تھی۔ اس صورت میں بھی روپیہ دینے والے

† ایک صورت لاٹری کی وہ بھی ہے جو حکیم امام الدین صاحب امرتسری نے نکالی ہے جسکا ذکر صفحہ ۶ میں مفصل ذکر ہوا ہے۔

شک و تردد میں ہوتے ہیں کہ اگر ہمارا نام نکلا تو پانچ یا دس روپیہ دیکر دس ہیں ہزار روپیہ ملجائینگے اور اگر نام نہ نکلا تو دس پانچ روپیہ بھی جائینگے۔ لاٹری کی ان صورتوں اور اس قسم کی اور صورتوں کا جنمیں شکی ماجیت پائی جاتی ہے۔ اور لاٹری والوں کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ہم تھوڑا روپیہ دیکر بہت سا روپیہ لیتے ہیں یا دیا ہوا بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ حکم نصوص شرعیہ مسطورہ اور اقوال فقہیہ مذکورہ سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قمار ہے۔ اور حرام ہے۔ بعض دین دار مگر مسائل دین سے ناواقف مسلمان ایسے معاملے نہ اپنے نفسانی اور شخصی اغراض کے لئے بلکہ جنۃ للہ اور قوم کے لئے کرنے یا کرنا چاہتے۔ اور وہ صورت دوم اور اس قسم کی اور صورتوں سے روپیہ جمع کرکے قومی کاموں میں (جیسے مدارس تعلیم و مساجد عمارت وغیرہ) میں صرف کرنیکا ارادہ رکھتے تھے چنانچہ ایسا مضمون ہمکو استفتار ریاست حیدرآباد کے ایک عہدہ دار ملا عبد القیوم صاحب وٹپٹی کمشنر انعام نے گلبرگہ سے متداول کیا تھا جسکا ایک پرچہ ہمارے پاس بھی انہوں نے بغرض جواب بھیجا تھا۔ ہم نے اس قسم کے سوال کا جواب لکھنے کے لئے اپنا مضمون سود قمار لاٹری وغیرہ جلد ۱۲ میں لکھنا شروع کیا تھا کہ ناگاہ قادیانی سے ہمارا مقابلہ شروع ہوگیا۔ اور وہ مضمون ناتمام رہا۔ اب اس مقابلہ قادیانی سے فراغت ہوئی ہے تو یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ وہ صاحب ہمارے اس مضمون کو اپنے استفتار کا جواب سمجھیں[1]۔ اور نصوص و اقوال مذکورہ میں لاٹری کا حکم دیکھ لیں۔ کہ وہ ناجائز ہے۔ اور قمار میں داخل ہے کسی کی یہ نیت کہ ہم اس مال کو ذاتی مصارف میں لائیں گے۔ بلکہ دینی اور قومی کاموں میں صرف کرینگے۔ اس قمار کو جائز نہیں کرسکتی اس نیت کی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے کوئی شراب کی تجارت کرے۔ یا گانے ناچنے والی کسبیاں خرید کر انسے ناچنے بجانے کا کام کراوے۔ یا اُن کو زنا پر لگاوے اور اس تجارت کی کمائی صرف مساجد کرے جسکو امید ہے کہ کوئی مسلمان خواہ کیسا ہی ناواقف ہو جائز نہ سمجھیگا۔ اور ان کاموں میں نیک نیتی کا کوئی لحاظ نہ کریگا جو کام بجائے خود برا ہے اس میں کسی کی نیک نیتی کیا اثر کرسکتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ مسلمہ کل ہے کہ پہلے ایک کام کے جواز اور

[1] ملا صاحب مستفتی کو ہمارے مضمون کے ضمیمہ میں بالفاظہ نقل کرکے اسکا مستقل جواب بھی دینگے انشاء اللہ تعالیٰ (صفحہ ۶۱ دیکھو)

درستی کو دیکھیں۔ پھر اُسکے کرنے میں نیک نیت کریں۔

تمہیدی مسائل ختم ہوئے اب ہم جواب استفتاؤں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:۔

واضح ہو کہ تنبول یا نوتہ شادی پر ہو یا موت پر اسلام میں اس کا کہیں اثر پایا نہیں جاتا اور کتب حدیث و فقہ میں اس کا نام و نشان نہیں دیکھا جاتا۔ اور نہ اسلامی بلاد میں جو ہندوستان کے اختلاط و اثر سے محفوظ ہیں یہ رسم جاری ہے۔ بلکہ یہ رسم صرف ہندوستان کی پرانی رسم ہے۔ اور ہندوستان ہی میں اسکا رواج ہے۔ ہندوستان کے ناواقف مسلمانان قدیم نے اس رسم کو ہندوؤں سے اخذ کیا ہوا تھا۔ اسوقت کی اسلامی انجمنوں نے اُسکو ترقی و رونق دیکر پہلی حالت سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ اس میں اُنہوں نے ہندوؤں کی ایک رسم کو رونق دی ہے۔ کوئی اسلامی مردہ رسم زندہ نہیں کی۔ منجملہ اسکے بانیان مسلم تنبول گورداسپورہ نے تو اپنے قواعد کے پرچہ میں اقرار کیا ہے۔ کہ اس فنڈ کو قایم کرنے میں ہندوؤں نے سبقت کی تھی۔ اُنہوں نے اُن ہی کی پیروی و تقلید اختیار کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ایہا[1] المسلمین۔ بعد ادائے ہدایا سلام مسنون آنکہ آپ کو معلوم ہوگا کہ گورداسپورہ میں کوئی دو سال سے اہل ہنود نے ایک فنڈ بنام شادی فنڈ قایم کر رکھا ہے۔ اس میں بانیان فنڈ کو اسقدر کامیابی ہوئی کہ وہ مسلمان ممبروں کی طرف سے بے نیاز ہو گئی اور اُنہوں نے دسمبر ۱۸۹۶ء میں مسلمانوں کی شمولیت قطعاً بند کر دی۔ چونکہ تجربہ نے اس فنڈ کا مفید ہونا ثابت کر دیا ہے اور مسلمانوں کو بوجہ افلاس اس فنڈ کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی۔ اس لئے گورداسپورہ کے چند ہمدرد مسلمانوں نے خود ایک فنڈ بنام مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ میں قایم کیا ہے۔"

---

[1] ایہا المسلمین غلط ہے صحیح ایہا المسلمون ہے ڈاکٹر ان فنڈ سے دو صاحبوں کے ساتھ لفظ مولوی بھی لگایا ہوا ہے۔ وہ اتنی غلطی سمجھ کر اس کی تصحیح نہیں کر سکے تو وہ اس فنڈ کے شرعی حکم کو کیا سمجھتے ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مولوی کہلا کر اس فنڈ میں شامل ہو گئے۔ عام مسلمان ان کو مولوی سمجھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔

یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ مسلم تنبول فنڈ نے شادی فنڈ والے ہندوؤں کی تقلید کی ہے۔ باقی انجمنوں کا گو یہ اقرار نہیں۔ مگر وہ بھی ہندوؤں کے ہی پیرو ہیں اس رسم کے اختیار کرنے میں اسلام میں اُنکا کوئی مقتدا نہیں۔

ان انجمنوں نے گو بظاہر بڑی ترقی کی اور تھوڑے عرصہ میں ان انجمنوں کے ممبروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ اور بظاہر بعض لوگوں کو اس رسم کے ذریعہ دم نقد اور دُنیاوی مال۔ فایدہ یہ ہوا ہے کہ تین تین روپیہ دیکر اڈھائی اڈھائی سو روپیہ وصول کرلیا ہے چنانچہ مسلم تنبول فنڈ مندرجۂ رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۸ سے ناظرین کو معلوم ہوا۔ مگر حقیقت اور دین کی طرف نظر کرنے سے یہ ترقی تنزل سے بدتر ہے۔ اور انجام کی نظر سے اِس میں دنیاوی اور مالی بھی نقصان ہے۔ پرانے دستور تنبول یا نوتہ حیات سمات کے مطابق کسی کی شادی یا ماتم پر اگر وہ تنبول یا نوتہ دیتا تھا تو اسکے پونا اُس کو وصول کرتا تھا۔ اور کوئی قید یا شرط اسکے وصول سے مانع نہ تھے۔ مگر ان انجمنوں نے اِس رسم کو ایسے شروط و قیود سے مقید کردیا ہے کہ ان کی خلاف ورزی سے دادا کا تنبول دیا ہوا کُچا اپنا دیا ہوا بھی ضبط ہوجاتا ہے جس کی نظر سے یہ معاملہ قمار یا لاٹری بن جاتا ہے کہ اگر شروط انجمن کا وفا ہو تو تین روپیہ دے کر اڈھائی سو ہاتھ آگئے۔ اور اگر کسی شرط کے خلاف ہوا تو وہ بھی اور اسکے ساتھ اور پینتالیس کُل پینتالیس ہی گئے۔ اور جو دینی نقصان گناہ کا بوجھ پڑا وہ اس معاملہ کا سود ملا جو سیدا جہنم میں لیجائیگا۔ عیاذاً باللہ من ذالک۔ یہ اجمالی جواب استفتاءات و بیان نقصانات ہے۔ اب ہم اِس اجمال کی تفصیل کرتے ہیں۔ اور سب سے پہلے استفتاء متعلق مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ کا جواب تفصیلی دیتے ہیں۔

جواب استفتاء متعلق مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ

اِس فنڈ کے قواعد کا جو ۵ صفحہ۔ اور ۸۔ ۵۔ دفعات میں بیان ہوئے ہیں۔ خلاصہ متعلق فتوے پانچ امور ہیں۔

قادیانی کے ساتھ ہیں۔ ان انجمنوں کی آمدنی روپیوں کی نسبت چار آنہ حصہ
سے متعلق آتے ہیں۔ بکثرت ایسی باتیں لکھنے میں آتی ہیں جو صرف مہمل ہیں اور لایعنی بھی
صرف ہوتے نظر آتے ہیں۔ ازانجملہ ایک مستفتی حضرت شیخ الکل جناب مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی خدمت عالی میں دہلی پہنچے۔ اور وہاں سے
جواب لکھ کر حکم لیکر خاکسار کے پاس آئے ہیں اور اکثر وہ بہت خاکسار کے پاس پہنچے ہیں اس
قسم کے پرانے استفتاؤں کو بہ ذکر نمبر لکھنے تازہ بستہ ہو سال حال میں پہنچے ہیں بطور تمثیل
نقل کئے جاتے ہیں۔ پس ازانجملہ ایک استفتا متعلق انجمن مسلم تمبول فنڈ گورداسپور ہی کی
نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شمولیت ایسے فنڈ وغیرہ جیسے کہ آجکل
جاری ہیں مثلاً مسلم تمبول فنڈ گورداسپور میں جسمیں ہر شخص کو باوقات مختلف اور شادیوں پر ۵۰
روپیہ کے تمبول دینا پڑتا ہے۔ اور اپنی شادی کے موقعہ پر اس رقم ادا کردہ سے اسکو زیادہ تمبول
ملجاتا ہے۔ اس قسم کی زیادتی میں اور ایسے فنڈ میں شامل ہونا۔ اور امداد دینا۔ اور امداد حاصل
کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا قواعد کی کاپی بغرض ملاحظہ حاضر ہے۔"

راقم شیر محمد امام مسجد مجاہدان گورداسپور۔

اس استفتاء کے راقم میاں شیر محمد صاحب اپنے خط مورخہ مئی ۱۸۹۶ء میں یہ بھی لکھتے
ہیں کہ یہ استفتا میں نے لاہور امرتسر دہلی۔ ملتان۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ کانپور۔ آگرہ۔ وغیرہ شہروں کے
علماء کے پاس روانہ کیا ہے کہیں سے جواب نہیں آیا۔ اور اس سے پہلے وہ صاحب بٹالہ میں
خاکسار کو ملے تو مظہر ہوئے کہ لاہور امرتسر سے کہ جن علماء کے پاس میں نے یہ سوال پیش کیا ان سبھوں
نے آپ ہی کا نام لیا۔ اور کہا کہ انکے پاس پہنچاؤ۔ وہی اسکا جواب دینگے۔

امر اوّل ممبر کے ذمہ چندہ

اِس فنڈ میں شامل ہونے والے ممبر (رکن) بوقت داخلہ (شمولیت) للعہ ر دیں فیس داخلہ عہ ر چندہ سالانہ پیشگی عہ ر قیمت سرٹیفکیٹ (سند ممبری) ۸ ر قیمت رسالہ ماہوار ۱۵ ر قیمت پرچہ قواعد ار۔ اور پھر ہر سال ختم ہونے سے ۱۵ دن پہلے چندہ سالانہ عہ ر ۲۔ اور چندہ امدادی یعنے تنبول حسب شرح مقررہ خود ماہوار ۱۲ ر یا عہ ر ۱۲ ر یا عہ ر ۱۲ ر یا ۱۰ ر یا ۸ ر۔ اور چندہ زائد جو بوقت ضرورت طلب ہو بھیجتے رہیں (دفعہ ۵ لغایت ۱۰۔ اور دفعہ ۱۵۔ اور دفعہ ۲۲۔)

امر دوم چندہ ادا نہ کرنے بلکہ کسی قسم کی حکم عدولی کرنے پر ممبر کا اپنے حقوق سے محروم رہنا

جو ممبر امدادی اور سالانہ چندوں کو وقت مقررہ پر ادا کرنے میں قصور کریگا اِس سے دو چند چندہ وصول کیا جائیگا۔ اور اگر اُس کے ادا کرنے میں بھی اور پندرہ دن تک قاصر رہیگا تو اس کا سابق وصول شدہ چندہ ضبط ہوگا۔ اور اُسکے حقوق ممبری استحقاق تنبول وغیرہ سب باطل و زائل ہونگے۔ اور جو روپیہ وہ فنڈ سے لے چکا ہو وہ اس سے واپس لیا جائے گا (اور وہ آیت خسر الدنیا والآخرۃ وذلک ھو الخسران المبین کا مصداق ہوگا) دفعہ ۲۔ ۲۴۔ و ۲۹) اور نقشہ نمبر اوّل جس کے ذریعہ سے درخواست ممبری ہوتی ہے۔ اور اِس میں صاف اقرار کرایا جاتا ہے کہ ممبر اگر اس کے کسی قاعدہ فنڈ کا خلاف کرے گا تو اِس سے وہ مستوجب تعزیر متذکرہ قواعد ہوگا۔ یعنے حقوق ممبری سے محروم کیا جائیگا)

امر سوم اِس فنڈ کا معاوضہ اور اُس کے شرائط

چندہ سالانہ و امدادی وغیرہ (جس کی تعداد للعہ روپیہ ہوگی) کے عوض میں ممبر کو جو کچھ بطور تنبول دیا جائیگا اُسکی تعداد ایک ہزار روپیہ سے زاید نہ ہوگی اور اِس ممبر کے دیئے ہوئے امدادی چندہ (سے لغایت للعہ) سے کم نہ ہوگی اِس رقم تنبول سے فیصدی عہ ۹ کاٹ کر

انجمن حمایت اسلام لاہور کو دیا جائیگا۔ اس تمبول لینے کی ایک شرط یہ ہے کہ ۴۵ روز شادی سے پہلے اطلاع مینجر فنڈ کے پاس پہنچ جائے دوسری شرط یہ کہ وہ اپنی مقرر کردہ میعاد سرٹیفکیٹ ایک سال لغایت چھ سال سے پہلے طلب نہ کرے اگر پہلے طلب کریگا تو اُس کو سرٹیفکیٹ بدلانا پڑیگا۔ اور اس کے عوض میں ایک روپیہ فیس تبادلہ دینا پڑیگا مگر پھر بھی سارٹیفکیٹ یک سالانہ بدلا نہ جائے گا۔ یعنے میعاد ایک سال سے پہلے کسیکو تمبول نہ لے گا (دفعہ ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ و ۲۷۔)

امر چہارم عوض چندہ امدادی نہ ملنے کی صورت میں چندہ کا واپس ہونا

جو ممبر بوجہ تقصیر (جسکا حکم امر دوم میں بیان ہو چکا ہے) بلکہ بوجہ مجبوری و قدرتی امر تمبول نہ لے سکیگا۔ اسکا صرف چندہ امدادی واپس کیا جائیگا جو دو شخصوں کو جمع شدہ رقم تمبول سے اور باقی اشخاص کو ممبروں سے بنام نہاد زاید چندہ وصول کرکے دیا جائیگا۔ اور جو روپیہ وہ فیس داخلہ اور چندہ سالانہ اور قیمت سرٹیفکیٹ اور قیمت رسالہ وغیرہ میں دیچکا ہوگا اس سے وہ ایسا ہی محروم رہیگا جیسے ہارے ہوئے لاٹری یا قمار والے محروم رہتے ہیں۔ (دفعہ ۱۵)

امر پنجم ایک دفعہ عوض چندہ وصول کرکے ممبر کا خارج ہونا

جو ممبر تمبول وصول کریگا وہ ممبری سے علیحدہ ہو جائیگا یعنے اسکا کوئی حق فنڈ میں رہیگا اور نہ اس سے چندہ کسی قسم کا مطالبہ کیا جائیگا جب تک کہ وہ حسب قرارداد امر اوّل دوبارہ چندہ دیگر داخل فنڈ نہ ہوگا۔ (دفعہ ۱۴۔)

ان اُمور خمسہ کے قواعد فنڈ میں پائے جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ شرعاً کسی صورت سے جائز نہیں ہو سکتا۔ ان امور خمسہ کو دیکھ کر کس واکس کو یقین ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ محض تبرع و احسان بلا عوض تو نہیں ہے۔ جو معاملہ ہے با العوض ہے اور معہذا انواع

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

شروط سے مقید (مشروط) اور معاملات بالعوض یا بیع ہوتی ہے۔ یا ہبہ بالعوض (جو بیع کے حکم میں ہوتا ہے) یا قرض اور یہ معاملہ ان تینوں صورتوں میں سے کوئی جائز صورت نہیں رکھتا بعض صورتوں کے فرض و تجویز سے آپس ربا (سود) پایا جاتا ہے بعض صورتوں کے فرض سے ربا فضل (زیادتی) بعض صورتوں میں ربا فضل اور ربا نسیہ دونوں اور بعض حالتوں میں قمار یا لاٹری بن جاتا ہے۔ غرض اس معاملہ کے جواز کی کوئی صورت بن نہیں پڑتی۔ اس میں **ممکنہ القرض** صورتوں میں **ایک صورت** یہ ہے کہ ممبر (مجموعہ اقسام کا چندہ دینے والے) کو دائن (قرض دہندہ) فرض کریں۔ اور اس کمیٹی کو جو بواسطہ منیجر یا سکرٹری ہر قسم کا چندہ وصول کرتی ہے۔ اسکا مدیون قرار دیں۔ اس صورت میں نیتالیس روپیہ یا کچھ زیادہ دیکر سینکڑوں روپیہ وصول کرنا قرض کا سودہے جس کی حرمت مسئلہ **اوّل** میں ثابت ہو چکی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے۔ کہ اس میں چندہ دینے والے کو صرف چندہ امدادی یعنے تنبول کی نظر سے دائن فرض کریں۔ اور مدیون فرادی فرادی اُن جملہ اشخاص کو جنکے لئے کمیٹی تنبول وصول کرتی ہے قرار دیں۔ اور کمیٹی کو صرف واسطہ و سفیر محض فرض کرلیں تو اسصورت میں اگر دائن ایک روپیہ تنبول کے بدلے اپنے اُن ہی مدیونوں سے جنکو وہ ایک ایک روپیہ پہنچا چکا تھا ایک ایک روپیہ لے جیسا کہ پرانی رسم دستور نمبود میں ہوتا تھا کہ جس کو ایک روپیہ دیا اُس سے ایک روپیہ لے لیا۔ تو اسصورت میں کو سود قرض پایا نہیں جاتا مگر اس میں **دو خرابیاں** اور لازم آتی ہیں۔ **اوّل** یہ کہ اس فنڈ میں اس صورت کا فرض کرنا واقع کے برخلاف ہے۔ کیونکہ اس فنڈ میں صرف ان لوگوں سے ایک ایک روپیہ وصول نہیں کیا جاتا جنکو دائن نے ایک ایک روپیہ دیا تھا۔ اور نہ بحکم قانون کمیٹی فرادی فرادی اُن لوگوں سے روپیہ دینے والا اپنے روپیہ کا مطالبہ کرسکتا ہے بلکہ یہاں تو وہ نقشہ ہے کہ کرے کوئی بھرے کوئی والا پکڑا جائے ڈاہڑی والا آئے کوئی اور دے کوئی۔ اور کیونکر ممکن ہے بلکہ وقوع میں آتا ہے کہ جن جن اوقات میں دائن نے روپیہ دیا تھا ان اوقات میں ممبر اور رہوں۔ اور

دوسرا استفتاء اسی انجمن کے متعلق بالاگھاٹ ممالک متوسط سے آیا ہے جس کی نقل یہ ہے :۔

۱۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم ۲۸۔ اپریل ۱۸۹۸ء

از ابو محمد جمال الدین بخدمت جناب مولانا و مرشدنا مولوی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو انجمن گورداسپور میں شادی کے واسطے مسمے بہ مسلم تنبول گورداسپور قائم ہوئی ہے۔ شرعاً اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں اور دنیوی طور پر شریک ہونا فائدہ مند ہے یا نہیں۔ مطلع فرمایئے گا

(دستخط جمال الدین ڈاکٹر بالاگھاٹ جیل و پولیس۔)

تیسرا استفتاء جو اسی انجمن کے متعلق موضع سوہل ضلع گورداسپور سے آیا ہے یہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از علی محمد بخدمت شریف مولوی صاحب ابو سعید محمد حسین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عرض یہ ہے کہ حال میں مسلم تنبول فنڈ نکلا ہے گورداسپور میں۔ اسکا بیان مفصل اپنی کتاب میں جلد ۱۹ میں لکھیں خاکسار نے بعض علماء سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا تو جواب ملا کہ درست ہے۔ اور بعض علماء کا قول ہے کہ نادرست ہے۔ اب میں سکوت کر گیا ہوں۔ جب آپ کی کتاب چھپ جاویگی تو بعد مطالعہ کے میں منادی کر دونگا۔ مورخہ ۱۸۔ مئی ۱۸۹۸ء۔

چوتھا استفتاء متعلق انجمن معین المسلمین لاہور ہے۔ جو نگہیانہ ضلع جھنگ سے آیا ہے :۔

جناب مولوی صاحب جی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد واضح ہوئے کہ کمترین فرزند مولوی رحیم بخش سکنہ بٹالہ محلہ قاضیاں ہٹیاں کا ہے شائد جناب کو معلوم ہوگا۔ میرا نام حبیب اللہ ولد مولوی رحیم بخش ہے۔ متصدی حلوائی میری دکان میں دکاندار ہے۔ ایک مسئلہ کی بابت عرض ہے۔ کہ بواپسی ڈاک مطلع فرماویں۔ جو انجمن معین المسلمین لاہور میں مقرر ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اس میں داخل ہونا یا مل کر تنبول وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ بہت جلد جواب سے ممتاز فرماویں۔ چنانچہ ۱۲ دیوے پانصد برادران سے لیوے۔

راقم حبیب اللہ خاں چٹھی رسان مگھیانہ ضلع جھنگ سیال۔ ۲۴ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچواں استفتاء۔ اسی انجمن معین المسلمین کے متعلق ہے جو دہلی میں حضرت شیخ الکل کے حضور میں پہنچا اور وہاں سے خاکسار کے پاس جواب لکھنے کے لئے حکم لے کر آیا۔

۷۸۶ از دفتر انجمن معین المسلمین لاہور ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۸ء

سراج امت احمدی قدوہ طریقت محمدی حضرت مولانا مولوی سید نذیر حسین صاحب دام اللہ فیوضکم پس از سلام سنت الاسلام کہ طریقۂ اہل اسلام است معروض خدمت فیض درجت آنکہ اگرچہ مجکو جناب سے ظاہراً نیاز حاصل نہیں۔ مگر آں ذات ملکی صفات کے فیض عام کے شہرہ نے جو ضیائے آفتاب کی طرح تمام عالم میں روشن ہے اس خاکسار کو بھی اس قدر جرأت دلائی کہ جناب کو ایک مسئلہ شرعی کے لئے تکلیف دوں۔ امید کہ از راہ خلق محمدی و ہمدردی اسلام گوارا فرما کر احکام مناسبہ سے سرفراز فرماوینگے۔ وھو ھذا۔

کچھ عرصہ سے لاہور میں چند مسلمانوں نے ملکر ایک ایسی انجمن قائم کی ہے جو شادی کے موقعہ پر اپنے ممبر کو ایک معقول رقم سے امداد دیتی ہے۔ اس وقت اس انجمن میں قریباً ۱۱۰۰ ممبر ہیں یعنے ۱۱۰۰ شخص شامل ہیں۔ انمیں سے جب کسی ممبر کے شادی ہوتی ہے تو باقی تنبول جمع کر کے بطور امداد اسکو دیتے ہیں۔ تنبول یعنے نوتہ دینے والوں میں تین قسم کے ممبر ہیں۔ ایک وہ جو ایک روپیہ دینے والے ہیں۔ دوم وہ جو ۸ر دیتے ہیں۔ سوم وہ جو کم مائہ غریب لوگ ہیں ۴ر دیتے ہیں۔ اسطرح پر ۱۲ر۔ ۸ر ۴ر کے ۳ مختلف چندوں سے تنبول جمع کر کے ان ممبروں کو جنکے ہاں شادی ہونیوالی ہے۔ روپیہ حسب حصص دیا جاتا ہے۔ یعنے اگر کبھی بجائے ایک ممبر کے دو یا اس سے زیادہ ممبروں کے ہاں شادی درپیش ہو تو کل جمع شدہ تنبول میں سے اس نہج پر تقسیم کیا جاتا ہے کہ ۸ر دینے والے ممبر کو ۸ر آنہ کا درجہ اور ۴ر والے کو ۴ر کا درجہ۔ اور ایک روپیہ والے کو ایک روپیہ کے حساب سے لحاظ رکھ کر روپیہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ میں اس سوال کو شرعی طور پر یوں پیش کرتا ہوں۔

زید۔ عمر۔ بکر۔ خالد۔ وغیرہ چند صد یا چند ہزار آدمیوں نے ملکر یہ معہ کیا کہ ہم میں سے

جس شخص کے ہاں شادی ہوویگی ہم سب اُسکو ایک خاص رقم شادی کے موقعہ پر بطور تنبول دیا کرینگے۔
کیا یہ صورت اسلام کی رو سے جایز ہے۔ انمیں سے ایک شخص جس نے ابھی ۵ یا ۶ تنبول پر روپیہ دیا ہے۔ اور کل رقم جو اسکی طرف سے وصول ہوئی ہے۔ مقدار میں صرف ۴ یا ۵ روپیہ ہیں۔ اور جب اُسکے ہاں شادی ہوئی تو اسوقت ممبروں کی تعداد ۱۰۰۰ ہے تو کیا وہ شخص شرعاً ایک ہزار روپیہ پانے کا مستحق ہے۔ حالانکہ خود اُسنے ابھی چار پانچ روپیہ تنبول دیا ہے۔ کیا اسکا یہ چندہ تنبول بطور احسان کے ہے۔ اور کیا احسان جسکے عوض احسان کی امید یقینی ہو جایز ہے۔ یا کیا اُسکا چندہ بطور قرض کے ہے۔ اور کیا ایسا قرض جسکے عوض اُسے چند صد یا چند ہزار لینے کی امید ہو جایز ہے۔ ؛

قواعد انجمن ہذا جسکی نسبت یہ سوال ہیں لف ہذا ہے۔ آلمرسلہ منشی محمد فیروز الدین جنرل سکرٹری انجمن ہذا (دستخط انگریزی محمد فیروز الدین جنرل سکرٹری) جواب کے لئے دو ٹکٹ ارسال ہیں۔ ؛

اسی مضمون کا ایک استفتاء انجمن محمد محمدی برادران لاہور کی طرف سے قاضی ظفر الدین صاحب مدرس عربی یونیورسٹی کالج لاہور کے ذریعہ سے مولوی محمد حسن صاحب ساکن بہین ضلع جہلم سابق مدرس راولپنڈی اسلامیہ سکول کے پاس پہنچا۔ اور وہ معہ اس جواب کے مولوی محمد حسن صاحب نے دیا ہے۔ اس انجمن کے قواعد مشتہرہ کے ساتھ شامل ہو کر چھپا اُسکا پرچہ انجمن کیطرف سے ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کے ارسال سے انجمن کا یہ مقصود و مفہوم ہوتا ہے کہ اگر اس استفتاء کا وہ جواب صحیح ہے تو مؤلف اشاعۃ اللہ اس جواب کی تصدیق کرے اور مقاصد انجمن کی تائید۔ اور اگر وہ جواب صحیح نہیں تو وہ خود جواب صحیح لکھے۔ اس مقصود کی نظر سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم انجمن کے استفتاء اور اُس کے جواب کو جو مولوی محمد حسن صاحب نے دیا ہے اس مقام میں بلفظہ نقل کریں۔

نقل فتوی مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھیں بجواب استفتا انجمن محمدی برادران لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

زید و عمرو بکر و خالد چند صد یا چند ہزار آدمیوں نے یہ معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جو شخص فوت ہوگا ہم اسکے ورثائے متعینہ کو ایک خاص رقم بعد اسکی وفات اسکے عطا کرینگے۔ کیا یہ صورت اسلام کی رو سے جائز ہے۔ آن میں سے ایک شخص جس نے ابھی چار پانچ اموات کا چندہ دیا ہے۔ اور کل رقم جو اسکی طرف سے وصول ہوئی ہے۔ اسکی تعداد صرف پانچ سات روپیہ ہے اور جب وہ خود مرا ہے اسوقت ممبروں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ کیا وہ شخص شرعاً ایک ہزار روپیہ کا مستحق ہے۔ حالانکہ اُس نے خود صرف چھ سات روپیہ دیئے ہیں۔ کیا اسکا چندہ دینا بطور احسان کے ہے۔ اور کیا ایسا احسان جس کے عوض احسان کی امید یقینی ہو جائز ہے یا کیا اسکا چندہ دینا بطور قرض کے ہے اور کیا ایسا قرض جس کے عوض اُسے صد یا چند ہزار چندہ لینے کی امید ہے شرعاً جائز ہے۔

قواعد انجمن محمدی برادران جس کی نسبت یہ سوال ہیں لف ہے۔

الجواب

الحمد للہ حل مجدہ واصلی علی محمد کثر حمدہ وآلہ واصحابہ۔ منہ

لہ یہ سوال اور اسکا جواب نومسئور واقعہ کی مخالفت نہیں۔ نہ سوال مطابق واقعہ ہے نہ اسکا جواب۔ ہم اس سوال اور اسکے جواب کی تغلیط کو ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ ہمیں اس مقام پر جس مجمل فتوے کو ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ بعد اتمام حجت کے ہم اس اجمال کی تفصیل کر دینگے انشاء اللہ تعالیٰ

(پہلا نوٹ) اس سوال میں یہ فرد کذائی ثبت ہوئی ہے کہ ہمیں شرط عطا اور اسکے معاوضہ کو (جس سے یہ عطا محض تبرع و احسان نہیں رہتی) خارج ہو کر یہ بالعوض ہو جاتا ہے۔ اور اس انجمن کے قواعد میں اسکا کھلم کھلا ذکر و ثبوت پایا جاتا ہے) ذکر نہیں کیا اس اجمال کی تفصیل اس جواب کے شرح میں ہوگی جو ہماری طرف سے لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

صدر استفتاء اس فاکسار عفی اللہ عنہ کو اس کے مخدوم مکرم حضرت قاضی ظفر الدین احمد صاحب بہار افاضاتہ نے ارسال فرما کر اس کے جواب لکھنے کا ارشاد فرمایا حسب فقرہ الامر فوق الادب گذارش کرتا ہوں کہ چندہ مذکور ہدیہ اور احسان ہے۔ میرے ناقص خیال میں اس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی کہ یہ چندہ کیوں ہدیہ ہے۔ کیونکہ عرف عام میں ہدیہ کا معنے جو مشہور ہے وہ اس پر ناطق ہے۔ البتہ یہ امر قابل بحث ہے کہ ایسا ہدیہ جس کے دینے سے ہدیہ دینے والے کو زیادہ لینے کی امید ہو تو کیونکر جائز ہے اس کے تصفیہ کرنیکے واسطے کتاب اللہ سے اس وقت دو آیتیں میرے حافظہ میں ہیں (سورہ روم پارہ نمبر ۲۱)، وما اٰتیتم من ربوٰ لیربو فی اموال الناس فلا یربو عند اللہ یہ آیت شریفہ سرسری نگاہ میں محرمین کی دلیل ہو سکتی ہے۔ الا مفسرین علیہم الرحمۃ جہاں تک کہ مجھے معلوم ہے بالاتفاق اسکی تفسیر میں یہی لکھتے ہیں کہ وہ ہدیہ جسکے عوض میں زیادت کی امید ہو حلال ہے میرے پاس اس وقت کشاف۔ معالم۔ مدارک۔ جامع البیان۔ اکلیل۔ موجود ہے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میں ہر ایک تفسیر کا جداجدا نقل لکھوں صرف معالم التنزیل کا نقل لکھدیتا ہوں۔ اور بقیہ نظائر کا مضمون بالکل اسمیں آجاویگا واختلفوا فی معنے الآیۃ فقال سعید بن جبیر ومجاھد وطاؤس وقتادہ والضحاک واکثر المفسرین ھو الرجل یعطی غیرہ العطیۃ لیثیب

دوسرا نوٹ ۱ آپکے اس دعوے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب فقہ میں آپکی نظر نہیں۔ اور اگر ہے تو آپکی قوت حافظہ میں قصور۔ اس چندہ کو وہ یہ کہنا کتب فقہ کے برخلاف ہے اسی صاحب ایہ توبیع ہے جسکو مہیا اللہ عن کتب ہیں لا قرض شروط بشرط ناجائز بالاتری۔ وقار اسکے ہر پہلو کو آپ اصل بحث نہیں سمجھتے یہی تو محل بحث ہے۔

تیسرا نوٹ۔ ۲ آپکا حافظہ پکا دھوکا دیتا ہے اور تمام ہو گیا ہے۔ آیات محررہ بالا اور احادیث اور اقوال فقہاء بکثرت اسمسئلہ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ نہ صرف یہی دو آیتیں جو آپ کو یاد آئی ہیں۔

۳ ایسا ہی اصل میں ہے ولیکن مطلبش دریطن قائل۔

چوتھا نوٹ۔ ۴ اتفاق مفسرین کا دعوے کرنا غلط ہے تفسیر کبیر۔ اور بیضاوی میں اسکا خلاف بھی موجود ہے۔ بلکہ ہر ایک تفسیر سے جن سے آپ متمسک ہوئے ہیں خلاف مفہوم ہوتا ہے۔

اکثر منہا فھذا جائز حلال ولکن لا ثواب علیہ فی القیمۃ وھو معنے قولہ عزو جل فلا یربوا عند اللہ (معالم ص۱۳۳ جلد ۲) فلا یربو عند اللہ۔ اگرچہ سرسری نگاہ میں اس سے وہم حرمت پیدا ہوتا ہو۔ مگر تحقیقی نگاہ سے دیکھا جاوے تو اسکا مطلب اسکی بغیر کچھ ہی نہیں ہوسکتا۔ کہ عند اللہ سے ثواب اخروی مراد ہے۔ فتح البیان ص۵۳۸۔ آیت مذکور کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ قال السدی الربو فی ھذا الموضع الھدیۃ یھدیھا الرجل لاخیہ یطلب المکافاۃ فان ذلک لا یربوا عند اللہ ای لا یوجر علیہ صاحبہ ولا اثم علیہ وھکذا قال قتادۃ والضحاک قال الواحدی وھذا قول جماعۃ من المفسرین قال الزجاج یعنے دفع الرجل الشئے لیعوض اکثر منہ وذلک لیس بحرام۔ ولکنہ لا ثواب فیہ۔ اسی تفسیر کے ص۵۳۹ پر ہے۔ قال عکرمۃ الربو رباءان فربی حلال وربو حرام فاما الربو الحلال فھو الذی یھدی یلتمس ماھو افضل منہ یعنے کما فی ھذہ الآیۃ (۲) سورہ مدثر پارہ نمبر (۲۹) آیت وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ اس آیت کے معانی سے ایک معنی یہ بھی ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسا احسان نہ کر جسمیں تجھے زیادتی کی نیت ہو۔ اور یہ معنے بھی محرمین کا استدلال ہوسکتا تھا۔ اگر اسکی نسبت حضرات مفسرین کا یہ قول نہ ہوتا کہ یہ آپ کا خاصہ ہے۔ فتح البیان ص۷۰۳ پر لکھتا ہے قال الضحاک ھذا حرمہ اللہ علی رسولہ لانہ مامور باشرف الادب واجل الاخلاق۔ واباحہ لامتہ۔ کشاف اور معالم التنزیل اور جامع البیان اور مدارک۔ جو اسوقت میرے سامنے ہیں ان میں بھی یہی مضمون ہے۔ احادیث میں اگر نظر کیجاوے تو بہت

پانچواں نوٹ † غلط اور محض غلط اور معنے بھی ہوسکتے ہیں۔ اور مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ بلکہ غور کرو تو ان ہی تفسیروں سے جنسے آپ استدلال کرتے ہیں وہ معنے مفہوم ہوتے ہیں۔

چھٹا نوٹ ‡ تفسیر کبیر و بیضاوی کیوں سامنے نہیں رکھتے۔ کیا وہ ملتی نہیں یا اسمیں اپنے برخلاف مضمون نظر آتا ہے۔